تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

خاصہ 2

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......قرآن مجید

سوال نمبر1:- درج ذیل میں سے کوئی سی چھ (6) آیات مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۰×۶=۶۰

(i) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ۝

(ii) وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۝

(iii) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝

(iv) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ

(v) اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

(vi) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

(vii) اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۝

(viii) يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۝

(ix) وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ

(x) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝

سوال نمبر2:- درج ذیل میں سے کوئی سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

(i)انفال، (ii)الف، (iii)حجارة، (iv)العدوة الدنيا، (v)زيد، (vi)ثمناً قليلاً،
(vii)اخوانكم، (viii)جنوداً

حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر3:-درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء کے جواب تحریر کریں؟

(الف)لفظِ قرآن کا معنی اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟۱۰

(ب)قرآن اور حدیث کے درمیان فرق تحریر کریں؟۱۰

(ج)قرآن پاک کی تلاوت کے آداب وفضائل تحریر کریں؟۱۰

(د)جمع قرآن پر نوٹ تحریر کریں؟۱۰

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

پہلا حصہ......قرآن مجید

سوال نمبر1:-درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

(i)يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ۝

(ii)وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۝

(iii)فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(iv)يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ
عَامِهِمْ هٰذَا ۚ

(v)اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ
اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

(vi)وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

(vii)اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۝

(viii)يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا

مُؤْمِنِيْنَ○

(ix) وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ط

(x) وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ○

جواب: ترجمہ اجزاء:

(i) اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو۔

(ii) اور تم جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

(iii) پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں، تو ان کی راہ چھوڑ دو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(iv) اے ایمان والو! مشرک نرے ناپاک ہیں، اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔

(v) جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے، جب دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے، غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

(vi) اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغات کا وعدہ دیا ہے کہ جن کے نیچے نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

(vii) کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے۔

(viii) تمہارے سامنے اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

(ix) اور ان کے دلوں میں میل کر دیا اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے، ان کے دل نہ ملا سکتے مگر اللہ نے ان کے دل ملا دیے۔

(x) تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

سوال نمبر 2:- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(i) اَنْفَال، (ii) اَلْفٍ، (iii) حِجَارَةٌ، (iv) اَلْعُدْوَةِ الدُّنْيَا، (v) زَيَّنَ، (vi) ثَمَنًا قَلِيْلًا،

(vii) اِخْوَانِكُمْ، (viii) جُنُوْدًا

جواب: قرآنی الفاظ کے معانی:

(i) مالِ غنیمت، (ii) ہزار، (iii) پتھر، (iv) قریب کے کنارے، (v) اس نے مزین کیا، (vi) تھوڑی قیمت، (vii) تمہارے بھائی، (viii) لشکر۔

حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر 3:- درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء کے جواب تحریر کریں؟

(الف) لفظِ قرآن کا معنی اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) قرآن اور حدیث کے درمیان فرق تحریر کریں؟

(ج) قرآن پاک کی تلاوت کے آداب وفضائل تحریر کریں؟

(د) جمع قرآن پر نوٹ تحریر کریں؟

(الف) لفظ قرآن کے معنی اور اس کی وجہ تسمیہ:

لفظ قرآن یا تو قرء سے بنا ہے یا قراۃ سے یا قرن سے۔ (تفسیر کبیر پارہ نمبر ۲) قرء کے معنے جمع ہونے کے ہیں۔ اب قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ بھی سارے اولین وآخرین کے علوم کا مجموعہ ہے۔ (تفسیر کبیر، روح البیان، پارہ نمبر ۲) دین دنیا کا کوئی ایسا علم نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ اسی لیے حق تعالیٰ نے خود فرمایا: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل:۸۹) نیز یہ سورتوں اور آیتوں کا مجموعہ ہے۔ اور تمام بکھروں کو جمع کرنے والا ہے۔ دیکھو ہندی، سندھی، عربی، عجمی لوگ ان کے لباس، طعام، رہن سہن طریق زندگی سب الگ الگ تھا کوئی صورت نہ تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بکھرے ہوئے بندے جمع ہوتے۔ لیکن قرآن کریم نے ان سب کو جمع فرمایا اور ان کا نام رکھا مسلمان۔ خود فرمایا: سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج:۷۸) جیسے کہ شہد مختلف باغوں کے رنگ برنگے پھولوں کا رس ہے مگر اب ان سب رسوں کے مجموعہ کا نام شہد ہے۔ اسی طرح ''مسلمان'' مختلف ملکوں، مختلف زبانوں کے لوگ ہیں۔ مگر اب ان کا نام ہے مسلمان، تو گویا یہ کتاب اللہ کے بندوں کو جمع فرمانے والی ہے۔ اسی طرح زندوں اور مردوں میں بظاہر کوئی علاقہ باقی نہ رہا تھا۔ لیکن اس قرآن عظیم نے ان کو بھی خوب جمع فرمایا: مردے مسلمان زندوں سے فیض لینے لگے کہ اسی قرآن سے ان پر ایصال ثواب وغیرہ کیا جاتا ہے۔ زندہ وفات شدہ لوگوں سے کہ وہ حضرات اسی قرآن کی برکت سے ولی، قطب، غوث بنے اور ان کا فیض بعد وفات جاری ہوا۔ انشاء اللہ اس کی بحث وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ (فاتحہ:۵) میں آئے گی۔

اگر یہ قراۃ سے بنا ہے تو اس کے معنی ہیں پڑھی ہوئی چیز۔ تو اب اس کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ اور انبیائے کرام کو کتابیں یا صحیفے حق تعالیٰ کی طرف سے لکھے ہوئے عطا فرمائے گئے۔ لیکن قرآن کریم پڑھا ہوا اترا۔ اس طرح کہ جبریل امین حاضر ہوتے اور پڑھ کر سناجاتے اور یقیناً پڑھا ہوا نازل ہونا لکھے ہوئے نازل ہونے سے افضل ہے۔ نیز جس قدر قرآن کریم پڑھا گیا اور پڑھا جاتا ہے اس قدر کوئی دینی دنیوی کتاب دنیا میں نہ پڑھی گئی۔ کیونکہ جو آدمی کوئی کتاب بناتا ہے۔ وہ تھوڑے سے لوگوں کے پاس پہنچتی ہے اور وہ بھی ایک آدھ دفعہ پڑھتے ہیں۔ پھر کچھ زمانہ بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پہلی آسمانی کتابیں بھی خاص خاص جماعتوں کے پاس آئیں اور کچھ دنوں رہ کر پہلے تو بگڑیں پھر ختم ہو گئیں جس کا ذکر تیسری فصل میں انشاء اللہ آئے گا لیکن قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ سارے عالم کی طرف آیا اور ساری خدائی میں پہنچا۔ سب نے پڑھا۔ بار بار پڑھا اور دل نہ بھرا، اکیلے پڑھا، جماعتوں کے ساتھ پڑھا۔ اگر کبھی تراویح کی جماعت یا شبینے کا اتفاق ہو تو معلوم ہوگا کہ اس عظمت کے ساتھ کوئی کتاب پڑھی ہی نہیں گئی۔ پر لطف بات یہ ہے کہ اس کو مسلمان نے بھی پڑھا اور کفار نے بھی پڑھا۔

اگر یہ قرن سے بنا ہے تو قرن کے معنی ہیں ملنا۔ اور ساتھ رہنا۔ اب اس کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ حق اور ہدایت اس کے ساتھ ہے۔ نیز اس کی سورتیں اور آیتیں ہر ایک بعض بعض کے ساتھ ہیں۔ کوئی کسی کے مخالف نہیں۔ نیز اس میں عقائد اور اعمال اور اعمال میں اخلاق، سیاسیات، عبادات، معاملات تمام ایک ساتھ جمع ہیں نیز یہ مسلمان کے ہر وقت ساتھ رہتا ہے۔ دل کے ساتھ، خیال کے ساتھ، ظاہری اعضاء کے ساتھ اور باطنی عضوؤں کے ساتھ دل میں پہنچا۔ اس کو مسلمان بنایا ہاتھ، پاؤں، ناک، کان وغیرہ کو حرام کاموں سے روک کر حلال میں مشغول کر دیا۔ غرضیکہ سر سے لے کر پاؤں تک کے ہر عضو پر اپنا رنگ جما دیا۔ پھر زندگی میں ہر حالت میں ساتھ، بچپن میں ساتھ، جوانی میں ساتھ، بڑھاپے میں ساتھ، پھر ہر جگہ ساتھ رہا، تخت پر ساتھ، تختے پر ساتھ، گھر میں ساتھ، مسجد میں ساتھ، آبادی میں ساتھ، جنگل میں ساتھ، سوتے میں ساتھ، جاگتے میں ساتھ، مصیبت میں ساتھ، آرام میں ساتھ، سفر میں ساتھ، حضر میں ساتھ، غرضیکہ ہر حال میں ساتھ، پھر مرتے وقت ساتھ کہ پڑھتے اور سنتے ہوئے مرے۔ قبر میں ساتھ کہ بعض صحابہ کرام کو ان کی وفات کے بعد قبر میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنا گیا۔ اور حشر میں ساتھ کہ گنہگار کو خدا سے بخشوائے۔ پل صراط پر نور بن کر مسلمان کے آگے آگے چلے اور راستہ دکھائے اور بتائے اور جب مسلمان جنت میں پہنچے گا تو فرمایا جائے گا کہ پڑھتا جا اور پڑھتا جا۔ غرضیکہ یہ مبارک چیز کبھی بھی ساتھ نہیں چھوڑتی۔

(ب) قرآن اور حدیث کا فرق:

قرآن اور حدیث دونوں ہی وحی الٰہی ہیں۔ دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قرآن کریم

کی عبارت خدا کی طرف سے ہے اور اور مضمون بھی۔ گویا جس طرح حضرت جبریل امین نے آ کر سنایا۔ اسی طرح بلا کسی فرق کے حضور علیہ السلام نے بیان فرمادیا۔ حدیث میں یہ ہے کہ مضمون رب کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ حضور علیہ السلام کے اپنے ہوتے ہیں۔ اب اس مضمون کا رب کی طرف سے آنا یا بطور الہام ہوتا ہے یا فرشتہ ہی عرض کرتا ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ سے ہوتی ہے۔ اسی لیے اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری۔ لیکن اس کی تلاوت نماز میں بجائے قرآن شریف کے نہیں ہو سکتی' کیونکہ عمل مضمون پر ہوتا ہے اور تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے اور اسی وجہ سے قرآن پاک کے احکام حدیث سے منسوخ ہو سکتے ہیں ہم اس کی پوری بحث ان شاء اللہ تعالیٰ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا (البقرہ: ۱۰۶) میں کریں گے۔ دیکھو غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے مگر حدیث نے اس کو منسوخ کر دیا وغیرہ۔ اسی لیے قرآن پاک فرماتا ہے: وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (البقرہ:۱۲۹) یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو قرآن شریف اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگر حدیث شریف ماننے کی ضرورت نہ ہوتی تو حکمت کا ذکر نہ فرمایا جاتا فقط کتاب کا ذکر ہی کافی تھا۔ حدیث ماننے کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن ناقص ہے۔ قرآن پاک بالکل مکمل کتاب ہے لیکن اس مکمل میں سے مضامین حاصل کرنے کے لیے مکمل ہی انسان کی ضرورت تھی۔ اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سمندر میں موتی ضرور ہیں لیکن ان کے حاصل کرنے کے لیے کسی غواص (خوطہ خور) کی ضرورت ہے اگر قرآن پاک سے مسائل ہر شخص نکال لیا کرتا تو اس کے سکھانے کے لیے پیغمبر کیوں بھیجے جاتے۔ اس کی پوری بحث ان شاء اللہ آئندہ ہوگی۔ اور جس طرح کہ قرآن شریف ہوتے ہوئے حدیث پاک کے سننے کی ضرورت ہے اور حدیث کے ماننے سے قرآن کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا اسی طرح حدیث و قرآن کے ہوتے ہوئے ہم لوگوں کو فقہ کے ماننے کی بھی ضرورت ہے۔ فقہ ماننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن و حدیث ناقص ہوں اسی لیے قرآن کریم نے عام حکم فرمادیا کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج (النساء:۵۹) یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول علیہ السلام کی اور اپنے میں سے امر والوں (علماء مجتہدین) کی یہ بھی خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل جو منقول ہو جائے وہ حدیث ہے خواہ ہمارے لیے لائق عمل ہو یا نہ ہو۔ مگر سنت صرف ان اقوال و اعمال کو کہا جاتا ہے جو ہمارے لیے لائق عمل ہوں۔ اسی لیے حضور نے فرمایا: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ تم پر میری سنت لازم ہے۔ یہ نہ فرمایا: عَلَيْكُمْ بِحَدِيْثِيْ، لہٰذا دنیا میں کوئی شخص اہل حدیث نہیں ہو سکتا' کیونکہ تمام حدیثوں پر عمل ناممکن۔ ہاں اہل سنت ہو سکتا ہے یعنی تمام سنتوں پر عمل۔

(ج) قرآن پاک کی تلاوت کے آداب وفضائل:

انسان میں کیا طاقت ہے جو رب کے کلام کے فضائل اور اس کے فوائد کو پورے طور پر بیان کر سکے۔

مسلمانوں کی واقفیت کے لیے چند باتیں اس کے فضائل کے متعلق اور چند فائدے بیان کیے جاتے ہیں۔
کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے ہوتی ہے۔ ایک بات فقیر بےنوا کے منہ سے نکلتی ہے۔ اس کی طرف کوئی دھیان بھی نہیں دیتا۔ اور ایک بات کسی بادشاہ یا حکیم کے منہ سے نکلتی ہے۔ تو اس کو دنیا سے شائع کیا جاتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں میں اس کی اشاعت ہوتی ہے غرض یہ ہے کہ کلام کی عظمت کا پتہ کلام والے کی عظمت سے لگتا ہے۔ اسی قاعدے کی بناپر اندازہ لگالو کہ قرآن پاک ایسا معظم کلام ہے کہ اس کے مثل کسی کا کلام نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ خالق کا کلام ہے مثل مشہور ہے: **كلام الملك ملك الكلام** یعنی بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہے۔ اس کلام ربانی میں سارے علوم اور ساری حکمتیں موجود ہیں جس میں سے ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق حاصل کرتا ہے۔ اس کا پتہ عقل سے لگتا ہے اور تفسیریں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مفسر میں جیسی قابلیت ہے اسی قسم کے وہ بیش بہا موتی اس قرآن سے نکالتا ہے۔ منطقی مفسر کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں از اوّل تا آخر منطق ہی منطق ہے۔ نحوی اور صرفی مفسر کی تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں صرف اور نحو ہی ہے۔ فصیح اور بلیغ مفسر کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں فصاحت و بلاغت کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ صوفیاء کرام کی تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن عظیم میں علوم باطنی کے بیش قیمت موتی بھرے ہوئے ہیں۔ اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہین کہ قرآن میں سب کچھ ہے۔ لیکن جیسا کہ اس کا شناور، ویسی اس کی تحقیق۔ پھر جہاں تک سمجھنے والے کی سمجھ کی پہنچ وہاں تک اس کی تحقیق۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک جہاز سواریوں سے بھرا ہوا سمندر کے سفر سے آکر کنارے لگا۔ اس جہاز میں کپتان سے لے کر مسافروں تک ہر قسم کے لوگوں نے سفر کیا۔ لیکن اگر کسی مسافر سے سمندر کے کچھ حالات دریافت کیے جائیں تو وہ کچھ نہ بتا سکے گا کیونکہ اس کی نظر فقط پانی کی ظاہری سطح پر تھی۔ اگر خلاصی سے کچھ تحقیق کی جائے وہ وہاں کے حالات کا کچھ پتہ دے گا۔ اگر کپتان سے معلومات حاصل کی جائیں تو وہ اوّل سے آخر تک کے سمندر کے تقریباً سارے اندرونی حالات بیان کر سکے گا کہ فلاں جگہ اس کی گہرائی اتنے میل تھی اور فلاں مقام پر پانی میں اس قسم کا پہاڑ تھا۔ میں اپنے جہاز کو اس طرح سے بچا کے لایا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح قرآن کریم ہم بھی پڑھتے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی پڑھتے تھے اور صحابہ کرام بھی اسی قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی قرآن کو پڑھا۔ کتاب تو ایک ہی ہے لیکن پڑھنے والوں کے ذہن کی رسائی کی انتہائیں الگ الگ۔ ہماری نگاہ فقط ظاہری الفاظ تک ہی بمشکل پہنچتی ہے۔ یہ حضرات بقدر وسعت علمی اس کی تہہ تک پہنچ کر مسائل اور فوائد کو نکال لیتے ہیں۔ بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے بارہ سال میں سورۃ بقرہ پڑھی۔ اب بتاؤ پڑھنے والے فاروق اعظم جیسے صاحب کمال، پڑھانے والے خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ سال کی مدت بتاؤ کہ آقا نے کیا کیا نہ دیا ہوگا اور ان کے نیاز مند خادم عمر فاروق رضی اللہ

عنہ نے کیا کیا نہ لیا ہوگا۔ پھر ذرا اس پر بھی غور کرتے چلو کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o (الرحمٰن: ۲،۱) اپنے محبوب علیہ السلام کو رحمٰن نے قرآن سکھایا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام تو فقط پہنچانے والے ہیں۔ سوچو تو سکھانے والا الرحمٰن اور سیکھنے والا سید الانس والجان۔ اور کیا سکھایا۔ قرآن نہ معلوم رب نے کیا دیا اور محبوب علیہ السلام نے کیا کیا لیا۔ اسی لیے تفسیر روح البیان شریف نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت جبریل قرآن کی آیت الم لے کر آئے۔ عرض کیا: الف۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''میں نے جان لیا۔'' عرض کیا: میم۔ تو فرمایا: ''اس کا کرم ہے۔'' جبریل امین کہنے لگے کہ حضور آپ نے کیا سمجھا اور کیا جانا۔ میں تو کچھ بھی نہ سمجھا۔ فرمایا: یہ میرے اور رب کے درمیان راز ہیں۔

میان خالق و محبوب رمزے است

کراماً کاتبین راھم خبر نیست

اب ہم قرآن پاک کے وہ فوائد بیان کرتے ہیں جو احادیث سے ثابت ہیں۔

(۱) حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں روزانہ سورہ بقر پڑھی جائے وہ گھر شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ لہٰذا جنات کی بیماریوں سے بھی محفوظ رہے گا۔

(۲) قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران ان لوگوں پر سایہ کریں گی اور ان کی شفاعت کریں گی۔ جو دنیا میں قرآن پاک کی تلاوت کے عادی تھے۔

(۳) جو شخص آیۃ الکرسی صبح و شام اور سوتے وقت پڑھا کرے تو اس کا گھر ان شاء اللہ آگ کے لگنے اور چوری ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(۴) سورہ اخلاص کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اسی لیے ختم و فاتحہ میں اس کو تین بار پڑھتے ہیں۔

(۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے اس کو دس نیکیوں کے برابر نیکی ملتی ہے۔ خیال رہے کہ الم ایک حرف نہیں بلکہ الف، لام، میم تین حروف ہیں۔ لہٰذا فقط اتنا پڑھنے سے تیس نیکیاں ملیں گی۔ خیال رہے کہ الم متشابہات میں سے ہے۔ جس کے معنی ہم تو کیا جبریل بھی نہیں جانتے۔ مگر اس کے پڑھنے پر ثواب ہے۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کا ثواب اس کے سمجھنے پر موقوف نہیں بغیر سمجھے تلاوت پر ثواب ہے ولایتی مرکب دوائیں مریض کو شفا دیتی ہیں۔ ان کے اجزاء معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ یوں ہی قرآن کریم شفا اور ثواب ہے معنیٰ معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو بھینس دودھ کے لیے، بیل کھیتی باڑی کے لیے، گھوڑے، اونٹ سواری اور بوجھ اٹھانے کے لیے پالے جاتے ہیں۔ مگر طوطی مینا صرف اس لیے پالے جاتے ہیں کہ وہ ہماری سی بولی بولتے ہیں اگرچہ بغیر سمجھے سہی۔ مینا طوطی تمہاری بولی بولیں تو تمہیں پیاری لگے، اگر تم جنابِ مصطفیٰ کی بولی بولو تو رب کو پیارے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے

ہیں کہ بغیر معنی سمجھے قرآن بیکار ہے اس کا کوئی ثواب نہیں۔

(۶) جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک آفتاب سے بڑھ کر ہوگی۔

(۷) قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے میں دوہرا ثواب ملتا ہے اور بغیر دیکھ کر پڑھنے میں ایک ثواب۔

(۸) قرآن پاک کی تلاوت اور موت کی یاد دل کو اس طرح صاف کر دیتی ہے جیسے کہ زنگ آلود لوہے کو صیقل۔

(۹) جو شخص کہ قرآن پاک کی تلاوت میں اتنا مشغول ہو کہ کوئی دعا نہ مانگ سکے تو خداوند تعالیٰ اس کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہے۔

(۱۰) جو شخص ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کرے، انشاء اللہ اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

(۱۱) سورہ الم تنزیل پڑھنے والا جب قبر میں پہنچتا ہے تو یہ سورۃ اس طرح اس کی شفاعت کرتی ہے کہ اے اللہ! اگر میں تیرا کلام ہوں تو اس کو بخش دے ورنہ تو مجھے اپنی کتاب سے نکال دے اور میت کو اس طرح ڈھک لیتی ہے جیسے چڑیا اپنے پروں سے اپنے بچوں کو اور اسے عذاب سے بچاتی ہے۔

(۱۴) سوتے وقت قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ o (کافرون:۱) پڑھنے والا انشاء اللہ تعالیٰ کفر سے محفوظ رہے گا۔ یعنی اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔

(۱۵) سورہ فلق اور سورۃ الناس پڑھنے سے آندھی اور اندھیرے دور ہوتی ہے۔ اور اس کا پابندی سے پڑھنے والا انشاء اللہ جادو سے محفوظ رہے گا۔

(۱۶) سورۃ فاتحہ جسمانی اور روحانی بیماریوں کی دوا ہے۔

تلاوت قرآن کے آداب:

(i) قرآن مجید کی تلاوت باوضو ہو کر کی جائے۔

(ii) تلاوت قرآن قبلہ رخ ہو کر کی جائے۔

(iii) تلاوت قرآن ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے۔

(iv) تلاوت قرآن ثواب کی نیت سے کی جائے۔

(د) جمع قرآن پر نوٹ:

جس وقت جو آیت اترتی حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق اونٹ کی ہڈیوں پر، کھجوروں کے پتوں پر اور مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے تھے۔ اور یہ چیزیں متفرق طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن ان حضرات کو زیادہ اعتماد حافظے پر تھا۔ یعنی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پورے قرآن کے حافظ تھے جیسا کہ آج حافظ ہیں۔ بلکہ

اس سے زیادہ تو یوں سمجھو کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور علیہ السلام نے دے دی تھی۔ لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اس کی تین وجہیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ چونکہ صدہا حافظ اس کو اسی ترتیب سے یاد کر چکے تھے جو آج تک چلی آرہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا۔ اور نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت کے لیے اس کو کثرت اوقات پڑھتے ہی رہتے تھے۔ اس لیے اس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تھا اور دوسرے یہ کہ جہاد اور دیگر ضروریات زندگی کی وجہ سے اتنا موقعہ نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔ اور تیسرے یہ کہ جب تک کہ پورا قرآن پاک نہ آجاتا۔ اس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا' کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اتر چکی تھیں کچھ اترنے والی ہوتی تھیں حضور کی وفات سے کچھ روز پہلے نزول قرآن کی تکمیل ہوئی۔ غرضیکہ حضور علیہ السلام کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہو سکا۔ البتہ مرتب ہو گیا اللہ کی شان کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یعنی حضور علیہ السلام کی وفات ہی کے بعد ملک یمانہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام کو سخت جنگ کرنی پڑی اور اس جنگ میں تقریباً سات سو حافظ قرآن بھی شہید ہو گئے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اگر اسی طرح حافظ اور قراء شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا جنہوں نے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں وحی لکھنے کی خدمت انجام دی تھی اور اس کا مہتم حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرار دیا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو۔ زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے: آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے نہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کام اچھا ہے۔ (نوٹ) اس بدعت حسنہ کا ثبوت ہوا۔ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ان تمام آیتوں کو یکجا جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں، کھجور کے پتوں اور ہڈیوں میں لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہا۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ پھر ان کے بعد فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ جو کہ آرمینیہ اور آذربائیجان کے کفار سے جنگ فرما رہے تھے۔ وہاں کی مہم سے فارغ ہو کر حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کیا: ''اے امیر المومنین لوگوں میں قرآن پاک کے متعلق اختلاف شروع ہو گئے ہیں' اگر یہ اختلاف بڑھتے رہے تو مسلمانوں کا حال یہود ونصاریٰ کی طرح ہو جائے گا۔ لہٰذا اس کا جلد کوئی انتظام کیجئے۔'' وجہ اختلاف یہ تھی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نسخوں میں حضور علیہ السلام کے وہ الفاظ بھی لکھے تھے جو آپ نے بطور تفسیر ارشاد فرمائے تھے اور وہ حضرات اس کو قرآن ہی کا جزو سمجھ لیتے تھے۔ حالانکہ وہ الفاظ قرآن نہ تھے۔ جیسے کہ

مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نیز ایک نسخہ تمام ملک کے مسلمانوں کے لیے اب کافی نہ تھا۔ نیز حافظ صحابہ کرام کو جو لقمہ قرآن مجید میں لگتا تھا اس کے نکالنے میں بہت دشواری ہوتی تھی۔ ان وجوہ کی بنا پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پھر زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اور ان کی مدد کے لیے عبداللہ ابن زبیر اور سعید ابن عاص اور عبداللہ ابن حارث ابن ہشام کو مقرر کیا۔ ان حضرات نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے پہلے جمع کیے ہوئے قرآن کو منگایا اور پھر اس کا مقابلہ حفاظ کے حفظ قرآن سے نہایت تحقیق سے کر کے چھ یا سات نسخے نقل کیے۔ اور یہ نسخے عراق، شام، مصر وغیرہ اسلامی ممالک میں بھیج دیے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا اور جن صحابہ کرام کے پاس تفسیر سے ملے ہوئے قرآن کے نسخے تھے اور وہ اس کو قرآن پاک ہی سمجھ بیٹھے تھے ان کو منگوا کر جلوا دیا گیا کیونکہ ان نسخوں کا باقی رہنا آئندہ کے فتنوں کا دروازہ کھول دیتا کہ آئندہ لوگ اس کو قرآن پاک ہی سمجھ بیٹھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اب تک قرآن پاک اسی طرح بلا کم و کاست مسلمانوں میں چلا آ رہا ہے۔ ناظرین ہماری اس تقریر سے سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کی ترتیب نزول قرآن کے مطابق ہو سکتی ہی نہیں تھی، کیونکہ موجودہ ترتیب لوحِ محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے اور قرآن پاک کا نزول ضرورت کے مطابق ہوا۔ یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کو ترتیب دینے والے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن اس کو کتابی شکل میں ترتیب دینے والے اولاً صدیق اکبر اور دوسرے عثمان غنی رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس لیے آپ کا لقب عثمان جامع القرآن ہوا۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی سے دو، دو سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

حصہ اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر 1:-عن ابی هريرة رضی الله عنه قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليصل رحمه ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا او ليصمت .

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) ضیافت کتنے دن تک ہوتی ہے؟ نیز خط کشیدہ الفاظ کے صیغوں کی وضاحت کریں۔ ۵+۵+۵=۱۵

سوال نمبر 2:-عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا .

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حیا کا معنی اور حدیث کی روشنی میں حیا کی فضیلت بیان کریں۔ ۵+۱۰=۱۵

سوال نمبر 3:-عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال البسوا من ثيابكم البياض فانها من خير ثيابكم و كفنوا فيها موتاكم .

(الف) ترجمہ کریں نیز بیان کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون سے رنگ کا لباس پہنا؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی لمبائی کتنی تھی نیز ریشم کی حرمت کے حوالے سے کوئی ایک حدیث تحریر کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:-ضرورتِ حدیث پر نوٹ تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5:-درج ذیل اصطلاحات میں سے تین کی تعریفات تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

مرفوع، صحیح، ضعیف، موضوع

سوال نمبر 6:-حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۵

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر 1:-عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ۔

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) ضیافت کتنے دن تک ہوتی ہے؟ نیز خط کشیدہ الفاظ کے صیغوں کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے، وہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی اختیار کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموشی اختیار کرے۔

(ب) مہمان نوازی کی مدت:

کوئی شخص فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، جتنا عرصہ چاہے کسی کی مہمان نوازی کرسکتا ہے، مگر شرعی

نقطہ نظر سے اس کی مدت تین دن رات ہے اور اس سے زائد ایام صدقہ و خیرات کی صورت ہوگی۔ اسلام کے اس اصول پر عمل کرنے کی وجہ سے نہ مہمان کو دقت ہوگی اور نہ میزبان کو مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

خط کشیدہ الفاظ کے صیغوں کی وضاحت:

۱-فَلْیُکْرِمْ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل امر غائب معروف صحیح از باب افعال یعنی احترام کرنا، عزت افزائی کرنا۔

۲-یُؤْمِنُ: صیغہ واحد غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ مہموز الفاء از باب افعال، ایمان رکھنا، یقین رکھنا۔

سوال نمبر2:-عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَعَادَھَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْھَمَ عَنْہُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ سَلَّمَ عَلَیْھِمْ ثَلَاثًا ۔

(الف) حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) حیا کا معنی اور حدیث کی روشنی میں حیا کی فضیلت بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب برحدیث لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بات چیت کرتے، تو آپ اپنے الفاظ کا تین بار اعادہ کرتے حتیٰ کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیے جاتے اور جب لوگوں کے پاس تشریف لاتے تھے، تو انہیں تین بار سلام کرتے تھے۔

(ب) ''حیاء'' کا معنیٰ اور حدیث کی روشنی میں ''حیاء'' کی فضیلت:

''حیاء'' کے مفہوم میں متعدد اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں:

(i) شرمندہ ہونا۔ (ii) وہ کیفیت جو کسی آدمی پر برائی یا عیب کے وقت طاری ہوتی ہے۔ (iii) نفس کو ایسے عمل میں مبتلا ہونے سے روکنا جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔ (iv) وہ کیفیت ہے جو کسی نعمت کا شکر بجا نہ لانے کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ (v) وہ کیفیت ہے، جو آقا کے سامنے درخواست یا طلب سے روکتی ہے۔

فضیلت: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فان الحیاء من الایمان یعنی حیاء، ایمان کا حصہ ہے۔

سوال نمبر3:-عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

البسوا من ثيابكم البياض فانها من خير ثيابكم و كفنوا فيها موتاكم ۔

(الف) ترجمہ کریں نیز بیان کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کون سے رنگ کا لباس پہنا؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی لمبائی کتنی تھی نیز ریشم کی حرمت کے حوالے سے کوئی ایک حدیث تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا رنگ:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سفید لباس زیب تن کرو، یہ بہترین لباس ہے اور تم اسی (سفید کپڑے) میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا رنگ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف رنگوں والا لباس زیب تن فرمایا مثلاً سبز، سرخ، سفید اور سیاہ۔

(ب) آپ کی قمیص کی طوالت:

قمیص، عمامہ اور تہبند کو تکبر کی بناء پر لٹکانا حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستینیں کلائی تک تھیں اور آپ کی قمیص یا کرتا ٹخنوں سے اونچا تھا۔

ریشم کی حرمت پر ایک حدیث:

مردوں کے لیے دنیا میں ریشم کا استعمال حرام ہے اور آخرت میں اس کا استعمال جائز ہوگا۔ اس مضمون پر کثیر روایات موجود ہیں، جن میں سے ایک روایت یہ ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی ریشم زیب تن کرے گا، آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

حصہ دوم...... اصول حدیث

سوال نمبر 4:- ضرورتِ حدیث پر نوٹ تحریر کریں؟

قرآن کریم میں بہت سے مضامین و احکام نہایت اختصار سے بیان کیے گئے ہیں، مگر ان کی تفصیل احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اگر متن ہے، تو احادیث اس کی تفسیر ہے۔ اس سے ضرورت حدیث کی اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے ہم صلوٰۃ، زکوٰۃ، تیمم، حج اور عمرہ وغیرہ اعمال کو لیتے ہیں، تو احادیث کی تصریحات و توضیحات کے بغیر ان احکام کا حتمی طور پر سمجھنا دشوار و ناممکن ہے۔ اگر احادیث کو پیش نظر نہ رکھا جائے، تو قرآن ایک لم ینحل مسئلہ بن جائے گا۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات تحریر کریں؟

مرفوع، صحیح، ضعیف، موضوع

جواب: اصطلاحات فن حدیث کی تعریفات:

۱- مرفوع: وہ حدیث ہے، جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۲- صحیح: وہ کتاب حدیث ہے، جس کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ۔

۳- ضعیف: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو اور تعدد طرق روایت سے وہ کمی پوری نہ ہو۔

۴- موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

سوال نمبر 6:- حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جواب: حجیت حدیث پر جامع نوٹ:

دوسرے امور کی طرح ''حجیت حدیث'' سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اس پر کثیر دلائل ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد ربانی ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا تمہیں حکم دیں، وہ لے لو اور جس چیز سے آپ منع کریں تم اس سے رک جاؤ۔

(۲) ارشاد ربانی: اور رسول مسلمانوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

جس طرح ان آیات سے حجیت حدیث پر روشنی پڑتی ہے، اسی طرح بہت سی احادیث سے بھی یہ مضمون واضح ہوتا ہے۔ اکثر صحابہ کرام اپنے ذوق علمی کی تکمیل میں احادیث مبارکہ لکھ لیا کرتے تھے، ان ہستیوں کے یہی مجموعہ جات آگے چل کر تاریخ کا حصہ بن گئے۔ ان پاک ہستیوں میں اس حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب کے امام و مقتداء دکھائی دیتے ہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت جامع خطبہ ارشاد فرمایا، ابوشاہ نامی ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے یہ خطبہ لکھ دیجیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اسے یہ خطبہ لکھ دیں۔ تحریر احادیث کا یہی ذوق تابعین میں بھی بدرجہ اتم موجود تھا اور تبع تابعین کے دور میں احادیث مبارکہ کتابی شکل میں مرتب ہونا شروع ہو گئیں۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ / 2021ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے | کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل ...... فقہ

سوال نمبر 1:- وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُتَوَضِّئِ أَنْ يَّنْوِيَ الطَّهَارَةَ وَيَسْتَوْعِبَ رَأْسَهُ بِالْمَسْحِ وَيُرَتِّبُ الْوُضُوْءَ فَيَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِذِكْرِهٖ وَبِالْمَيَامِنِ وَالتَّوَالِيْ وَمَسْحُ الرَّقْبَةِ۔

(الف) ترجمہ کریں نیز وضو توڑنے والی کوئی سی پانچ چیزیں تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) قدوری شریف کی روشنی میں غسل کا سنت طریقہ بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- ويجوز تطهير النجاسة بالماء وبكل مائع طاهر يمكن ازالتها كالخل وماء الورد۔

(الف) ترجمہ کریں نیز نجاست کی اقسام اور ان کا حکم بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) استحاضہ کی تعریف کریں نیز حیض اور نفاس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- يستحب في يوم الفطر ان يطعم الانسان شيئا قبل الخروج الى المصلى ويغتسل ويتطيب ويلبس احسن ثيابه۔

(الف) ترجمہ کریں نیز عید الاضحیٰ کے دن کے مستحبات سپرد قلم کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) سجدہ سہو کب لازم ہوتا ہے نیز سجدہ سہو کرنے کا طریقہ تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

حصہ دوم ...... اصول فقہ

سوال نمبر 4:- (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات مع احکام زیب قرطاس کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) کتاب اللہ کی تعریف تحریر کر کے اس کی مختصر وضاحت سپرد قلم کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5:- (الف) امر کی تعریف، حکم اور دیگر معانی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) علم اصولِ فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز وجہ حصر تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) خاص کی تعریف اور حکم مع اقسام لکھیں؟ ۵+۵=۱۰

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اوّل......فقہ

سوال نمبر 1:- ويستحب للمتوضىء أن ينوى الطهارة ويستوعب رأسه بالمسح ويرتب الوضوء فيبدأ بما بدأ الله تعالىٰ بذكره وبالميامن والتوالى ومسح الرقبة .

(الف) ترجمہ کریں نیز وضو توڑنے والی کوئی سی پانچ چیزیں تحریر کریں؟

(ب) قدوری شریف کی روشنی میں غسل کا سنت طریقہ بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور وضو توڑنے والی پانچ چیزیں:

ترجمہ عبارت: وضو کرنے والے کے لیے مستحب یہ بات ہے کہ وہ طہارت کی نیت کرے، وہ پورے سر کا مسح کرے، اسی ترتیب کے مطابق وضو کرے، جس ترتیب کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا ہے (یعنی پہلے چہرہ، پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت، پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت) ہر عمل کو دائیں طرف سے شروع کرنا، مسلسل کرنا اور گردن کا مسح کرنا۔

وضو توڑنے والی پانچ چیزیں:

وضو توڑنے والی پانچ چیزیں درج ذیل ہیں:

(i) جو بھی چیز پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے نکلے، (۲) منہ بھر قے، (۳) خون، (۴) عقل پر بے ہوشی کا غلبہ، (۵) دیوانہ ہوجانا۔

(ب) غسل کا مسنون طریقہ:

غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے: سب سے پہلے غسل کرنے والا اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر اپنی شرمگاہ دھوئے، اپنے جسم سے نجاست کو دور کرے، پھر نماز جیسا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، اپنے سر اور

تمام جسم پر تین بار پانی بہائے، پھر غسل والی جگہ سے الگ ہو جائے اور اب اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ اگر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، تو عورت کو اپنی مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے، تاہم مرد کے جوڑے بنے ہوں تو ان کا کھولنا اور سب بالوں کو دھونا ضروری ہے۔

سوال نمبر 2:- ویجوز تطهير النجاسة بالماء وبكل مائع طاهر يمكن ازالتها كالخل وماء الورد.

(الف) ترجمہ کریں نیز نجاست کی اقسام اور ان کا حکم بیان کریں؟

(ب) استحاضہ کی تعریف کریں نیز حیض اور نفاس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت، نجاست کی اقسام اور ان کا حکم:

ترجمہ عبارت: اور جائز ہے نجاست کو دور کرنا ہر ایسی چیز سے جو پاک ہو، جس سے نجاست کو دور کرنا ممکن ہو مثلاً سرکہ اور غلاب کا پانی۔

نجاست کی اقسام اور ان کا حکم:

نجاست کی دو اقسام ہیں، ان کی تعریف اور حکم درج ذیل ہے:

۱- نجاستِ غلیظہ: وہ نجاست ہے، جس کے پلید ہونے میں کوئی نص موجود ہو اور اس سے متضاد کوئی نص موجود نہ ہو مثلاً خون، پاخانہ، پیشاب، شراب وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ایک درہم یا اس سے کم مقدار میں ہو، تو اس سے نماز درست ہے۔ اگر اس سے زائد مقدار میں ہو تو اس سے نماز درست نہیں ہوگی۔

۲- نجاست خفیفہ: وہ نجاست ہے جو متعارض نصوص سے ثابت ہو مثلاً جانوروں کا پیشاب وغیرہ۔ اگر نجاست خفیفہ کپڑے کے چوتھائی حصہ سے کم کو لگ جائے تو اس سے نماز جائز ہوگی اگر کپڑے کے چوتھائی حصہ یا زائد کو لگ جائے، تو اس کا دور کرنا یعنی دھونا ضروری ہے اور اس کو دھوئے بغیر نماز ادا کرنا درست نہیں ہوگی۔

(ب) استحاضہ کی تعریف، حیض اور نفاس کم از کم اور زیادہ کی مدت:

استحاضہ: وہ خون ہے، جو حیض کی صورت میں تین دن سے کم ہو اور دس دن سے زیادہ ہو جبکہ نفاس کی صورت میں چالیس دنوں سے زیادہ ہو۔ اس کا حکم بیماری کے خون کا ہے یعنی عورت کو نماز اور روزہ منع نہیں ہوگا۔

حیض اور نفاس کی کم از کم اور زیادہ کی مدت:

حیض وہ خون ہے، جو بالغہ عورت کو ہر ماہ مخصوص مقام سے آتا ہے۔ اس کی کم از کم مدت تین دن اور

زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتی ہے، ان دنوں میں عورت کو نماز معاف ہے اور روزوں کی قضاء کرے گی۔
نفاس وہ خون ہے، جو بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کو مخصوص مقام سے آتا ہے۔ اس کے کم کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے، مگر زیادہ کی مدت چالیس دن ہے۔

سوال نمبر3:- یستحب فی یوم الفطر ان یطعم الانسان شیئا قبل الخروج الی المصلی ویغتسل ویتطیب ویلبس احسن ثیابه .

(الف) ترجمہ کریں نیز عید الاضحیٰ کے دن کے مستحبات سپرد قلم کریں؟

(ب) سجدہ سہو کب لازم ہوتا ہے نیز سجدہ سہو کرنے کا طریقہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور عید الاضحیٰ کے دن کے مستحبات:

ترجمہ عبارت: عید الفطر کے دن مستحب ہے کہ انسان عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے کوئی چیز کھا لے، غسل کرے، خوشبو استعمال کرے اور اچھے کپڑے زیب تن کرے۔

عید الفطر کے دن کے مستحب امور:

عید الفطر کے دن کے مستحب امور درج ذیل ہیں:

(۱) نماز عید الفطر سے پہلے کوئی چیز کھانا، (۲) کھائی جانے والی چیز کھجور ہو یا کوئی دوسری میٹھی چیز ہو، (۳) کھجوریں طاق عدد میں ہوں، (۴) غسل کرنا، (۵) مسواک کرنا، (۶) خوشبو لگانا، (۷) اچھے کپڑے زیب تن کرنا، (۸) صدقہ وخیرات کرنا، (۹) اظہار مسرت کرنا، (۱۰) کثرت سے صدقہ کرنا، (۱۱) صبح جلدی بیدار ہونا، (۱۲) عید گاہ کی طرف جلدی روانہ ہونا، (۱۳) نماز فجر اپنے محلّہ کی مسجد میں ادا کرنا۔

(ب) سجدہ سہو کا سبب وجوب اور اس کا طریقہ:

سجدہ سہو کا سبب وجوب: حالت نماز میں کوئی واجب چھوٹ جائے یا کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو گئی ہو، تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

سجدہ سہو کا طریقہ: نماز کے آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیرے، پھر دو سجدے کرے، بعد میں حسب معمول تشہد، درود اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دے۔

حصہ دوم...... اصول فقہ

سوال نمبر4:- (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات مع احکام زیب قرطاس کریں؟

(ب) کتاب اللہ کی تعریف تحریر کر کے اس کی مختصر وضاحت سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات مع احکام:

مطلق کی تعریف: جو لفظ ذات مدلول پر دلالت کرے، اس میں صفات کا لحاظ نہ ہو جیسے رقبہ اور رسول۔

حکم مطلق: مطلق اپنے اطلاق پر ہی رہتا ہے اور یہ خاص قطعی ہے۔ لہٰذا اس کی تقیید کے لیے دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے۔ کسی دلیل ظنی مثلاً خبر واحد سے اسے مقید نہیں کیا جا سکتا مثلاً وضو میں صرف اعضاء دھونے کا حکم ہے، کیونکہ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ مطلق ہے اس میں ترتیب اور تسمیہ کی قید نہیں اور انہیں لازم قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ یہ دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں۔

مقید کی تعریف وحکم: جو لفظ ذات مدلول پر مع الصفت دلالت کرے جیسے رَجُلٌ بَغْدَادِيٌّ، رِجَالٌ صَالِحُوْنَ، رَقَبَةٌ مُّؤْمِنَةٌ وغیرہ۔

کفارہ قسم میں ہے "فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ" (غلام کی آزادی) یہاں "رَقَبَةٍ" مطلق ہے، مگر کفارہ قتل میں ہے۔ "فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ" (مومن غلام کی آزادی) اس مقام پر "رَقَبَةٍ" مقید ہے۔

مقید کا حکم: اس میں قید کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا، کفارہ قتل میں مومن غلام ہی آزاد کیا جائے گا۔

(ب) کتاب اللہ کی تعریف اور اس کی مختصر وضاحت:

کتاب اللہ کی تعریف: وہ کتاب ہے، جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نازل کی اور اس کی تلاوت کرنا عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

وضاحت: چار مشہور کتب، چار مشہور انبیاء کرام پر نازل کی گئیں:

(۱) تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر،

(۲) زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر،

(۳) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر،

(۴) قرآن کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اسی طرح آپ کی کتاب بھی آخری آسمانی کتاب ہے۔ جس طرح آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، اسی طرح آپ کے بعد کوئی نئی کتاب نہیں آئے گی۔ آپ کی امت آخری امت، آپ کی کتاب آخری کتاب ہے۔

سوال نمبر 5:- (الف) امر کی تعریف، حکم اور دیگر معانی تحریر کریں؟

(ب) علم اصولِ فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟

جواب: (الف) امر کی تعریف، حکم اور دیگر معانی:

امر کی تعریف: اگر عالی کی طرف سے طلب ہو، تو امر وحکم مثلاً اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو)

حکم: امر سے مقصود کسی کام کو لازم کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس کا حکم لزوم ووجوب ہے۔ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (تم لوگوں سے بھلے طریقے سے بات کرو) قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (تم سیدھی بات کرو) تو اب اچھی اور احسن انداز میں لوگوں سے بات کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

دیگر معانی: اگر کوئی قرینہ ہو، جو بتائے کہ یہاں امر لزوم کے لیے نہیں، تو پھر وہاں وجوب نہیں بلکہ دیگر پندرہ معانی میں سے کوئی معنی ہوگا۔

۱- تادیب وتربیت: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ (تم اپنے سامنے سے کھاؤ)

۲- اہانت: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ تم چکھو، ہاں، ہاں تو ہی بڑا عزت والا اکرم والا ہے۔

۳- دھمکی دینا: فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے)

(ب) اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض:

تعریف: ایسے قواعد کا علم، جن کے ذریعے ادلہ شرعیہ سے احکام کی کے اصول کا طریقہ معلوم ہو۔

موضوع: ادلہ شرعیہ اور احکام شرعیہ ہے۔

غرض: دلائل سے حصول احکام میں غلطی سے محفوظ رہنا۔

سوال نمبر 6:- (الف) اصول فقہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز وجہ حصر تحریر کریں؟

(ب) خاص کی تعریف اور حکم مع اقسام لکھیں؟

جواب: (الف) اصول فقہ کی تعداد اور ان کی وجہ حصر:

اصول فقہ کی کل تعداد چار ہے:

(۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول، (۳) اجماع امت، (۴) قیاس۔

وجہ حصر: جس دلیل سے مسئلہ ثابت کیا جارہا ہے، وہ وحی ہوگا یا غیر وحی، اگر وحی ہے، تو وہ وحی جلی ہے، یا وحی خفی، اگر وحی جلی ہے تو کتاب اللہ اور وحی خفی ہے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر وہ دلیل غیر وحی ہے تو تمام کا اس پر اتفاق ہے، تو اجماع ورنہ قیاس۔

(ب) خاص کی تعریف مع حکم اور اقسام:

خاص کی تعریف: جس لفظ کی وضع معین چیز کے لیے ہو مثلاً نبی، قرآن اور علم۔

حکم: یہ معنی پر یقینی وقطعی طور پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا اس پر اعتقاد وعمل لازم وواجب ہے اور اس کا انکار کفر ہے یعنی اس کا حکم قطعی ہے۔ اگر کسی دلیل کی وجہ سے اس میں کسی دوسرے معنیٰ کا بھی احتمال ہو، تو پھر اس پر عمل واجب اور اس کا منکر فاسق ہوگا۔

خاص کی اقسام: خاص کی چار اقسام ہیں:

(i) خاص فردی، (ii) خاص نوعی، (iii) خاص جنسی، (iv) خاص عددی۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل...... هداية النحو

سوال نمبر 1:-(الف) هداية النحو کی روشنی میں علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) اسم اور فعل کی تعریفات مع علامات تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2:-(الف) اسم معرب کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں نیز اسباب منع صرف تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات مع اعراب تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

اسم منقوص، جمع مؤنث سالم، اسم مقصور، جاری مجری صحیح

سوال نمبر 3:-(الف) منصوبات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز مفعول مطلق کی تعریف مع اقسام تحریر کریں؟ ۱۲+۸=۲۰

(ب) درج ذیل میں سے کسی تین کی تعریفات تحریر کریں؟ ۱۵

فاعل، منادیٰ، مفعول بہ، مبتدا، اسم معرب

حصہ دوم...... شرح مائة عامل

سوال نمبر 4:-(الف) باء کے کوئی سے پانچ معانی تحریر کریں نیز مثالیں بھی دیں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) الصاق کا معنی تحریر کریں؟ ۵

سوال نمبر 5:-(الف) مِنْ کے معانی مع امثلہ تحریر کریں؟ ۸

(ب) عوامل نحو کتنے ہیں؟ نیز شرح مائة عامل کے مصنف کا نام تحریر کریں؟ ۵+۲=۷

سوال نمبر6:-مندرجہ ذیل میں کسی تین کی ترکیب کریں؟ ۱۵

كتبت بالقلم، جعل الجنة مثواه، سرت من البصرة الى الكوفة، زيد بالبلد، مررت بزيد

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

چوتھا پرچہ: نحو

حصہ اوّل......هداية النحو

سوال نمبر1:-(الف) هداية النحو کی روشنی میں علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟

(ب) اسم اور فعل کی تعریفات مع علامات تحریر کریں؟

جواب: (الف) نحو کی تعریف، موضوع اور غرض:

نحو کی تعریف: وہ ایسے اصول کا جاننا ہے، جس کے ذریعے کلمات ثلاثہ کے آخری احوال اعراب و بناء کی حیثیت سے پہچانے جائیں اور ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ بھی معلوم ہو۔

موضوع: کلمہ اور کلام۔

غرض وغایت: عربی زبان میں ذہن کو اعرابی غلطی سے بچانا۔

(ب) اسم اور فعل کی تعریفات مع علامات:

۱-اسم کی تعریف اور علامات: وہ کلمہ ہے، جو از خود اپنا معنیٰ بتائے اور تینوں زمانوں میں سے اس میں کوئی زمانہ بھی نہ پایا جائے۔

علامات اسم گیارہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مسند الیہ ہونا جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ، (۲) مضاف ہونا جیسے غُلَامُ زَيْدٍ، (۳) شروع میں الف لام ہونا جیسے اَلرَّجُلُ، (۴) شروع میں حرف جر ہونا جیسے بِزَيْدٍ، (۵) آخر میں تنوین ہونا جیسے رَجُلٌ، (۶) تثنیہ ہونا جیسے رَجُلَانِ، (۷) جمع ہونا جیسے رِجَالٌ، (۸) وصف ہونا جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ، (۹) تصغیر ہونا جیسے ضُوَيْرِبٌ، (۱۰) منسوب ہونا جیسے بَغْدَادِيٌّ، (۱۱) منادی ہونا جیسے يَا اَللّٰهُ۔

۲-فعل کی تعریف اور علامات: وہ لفظ ہے، جو خود بخود اپنا معنیٰ بتائے اور تینوں زمانوں میں سے اس

میں کوئی زمانہ پایا جائے۔

علامات فعل گیارہ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) مسند ہونا جیسے قَامَ زَیْدٌ، (۲) شروع میں قَدْ ہونا جیسے قَدْ ضَرَبَ، (۳) شروع میں سَوْف ہونا جیسے سَوْفَ یَضْرِبُ، (۴) شروع میں سین ہو جیسے سَیَضْرِبُ، (۵) شروع میں حرف جازم ہو جیسے لَمْ یَضْرِبْ، (۶) آخر میں ضمیر متصل ہو جیسے ضَرَبْتُ، (۷) آخر میں تائے تانیث ساکنہ ہو جیسے ضَرَبَتْ، (۸) آخر میں نون تاکید متصل ہو جیسے لَاَضْرِبَنَّ، (۹) امر ہو جیسے اِضْرِبْ، (۱۰) نہی ہو جیسے لَا تَضْرِبْ، (۱۱) ماضی اور مضارع کی گردان ہونا۔

سوال نمبر 2:-(الف) اسمِ معرب کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں نیز اسباب منع صرف تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل کی تعریفات مع اعراب تحریر کریں؟

اسم منقوص، جمع مؤنث سالم، اسمِ مقصور، جاری مجری صحیح

جواب: (الف) اسم معرب کی اقسام مع تعریفات اور اسباب منع صرف:

اسم معرب کی اقسام: اسم معرب وہ ہے، جو غیر سے مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے۔

اسم معرب کی کل سولہ اقسام ہیں، جو مع تعریفات درج ذیل ہیں:

(۱) مفرد منصرف صحیح: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے زَیْدٌ۔

(۲) مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے دَلْوٌ، ظَبْیٌ۔

(۳) جمع مکسر: وہ ہے، جس کے واحد میں تبدیلی کر کے جمع بنائی گئی ہو جیسے رِجَالٌ۔

(۴) جمع مؤنث سالم: وہ ہے، جس کے واحد مؤنث کے آخر میں الف اور تا کا اضافہ کر کے بنائی جیسے مُسْلِمَاتٌ۔

(۵) غیر منصرف: وہ اسم ہے، جس میں اسباب منع صرف میں سے دو پائے جائیں یا ایک پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جیسے اَحْمَدُ۔

(۶) اسماء ستہ مکبرہ: وہ اسماء ہیں جن کی تصغیر نہ نکالی گئی ہو، وہ تعداد میں چھ ہیں، اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ اور ذُوْمَالٍ۔

(۷، ۸، ۹) مُثنّٰی، کِلَا وَ کِلْتَا وَاثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ: مُثنّٰی سے مراد ہے واحد کے آخر میں الف نون یا یاء ونون ماقبل مفتوح اور نون مکسور ہو۔

کِلَا تثنیہ مذکر اور کِلْتَا تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ اِثْنَانِ مذکر اور اِثْنَتَانِ تثنیہ مؤنث کے لیے آتا ہے۔

(۱۰) جمع مذکر سالم: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور نون مفتوحہ لگا کر بنائی جاتی ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِيْنَ۔

(۱۱) عِشْرُوْنَ مَا تِسْعُوْنَ: ان سے سب عقود عدد مراد ہیں۔

(۱۲) اُولُوْ: یہ ہمیشہ جمع کے لیے اور مضاف ہو کر استعمال ہوتے۔

(۱۳) اسم مقصورہ: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسیٰ۔

(۱۴) غیر جمع مذکر سالم یاء متکلم کی طرف مضاف ہو: یعنی جمع مذکر سالم نہ ہو اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامِيْ۔

(۱۵) اسم منقوص: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے اَلْقَاضِيْ۔

(۱۶) جمع مذکر سالم یاء متکلم کی طرف مضاف ہو: یعنی ایسی جمع ہو جو مذکر سالم ہو اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے مُسْلِمِيَّ۔

اسباب منع صرف:

اسباب منع صرف نو ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع، (۷) ترکیب، (۸) الف نون زائدتان، (۹) وزن فعل۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات مع اعراب:

۱- اسم منقوص: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے اَلْقَاضِيْ۔ اس کا اعراب رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتحہ لفظی سے اور جر کسرہ تقدیری سے آتا ہے جیسے جَاءَ الْقَاضِيْ، رَأَيْتُ الْقَاضِيَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ۔

۲- جمع مؤنث سالم: وہ اسم ہے، جس کے واحد مؤنث کے آخر سے تاء تانیث کی حذف کر کے آخر میں الف اور تاء لگا کر جمع بنائی جاتی ہے جیسے مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ۔ اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی سے، نصب اور جر دونوں کسرہ لفظی سے آتے ہیں جیسے جَاءَتْنِیْ مُسْلِمَاتٌ، رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

۳- اسم مقصور: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسیٰ۔ اس کا رفع، نصب اور جر تینوں اعراب تقدیری آتے ہیں جیسے جَاءَنِيْ مُوْسٰى، رَأَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى۔

۴-جاری مجریٰ صحیح: وہ اسم ہے، جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے ظَبْیٌ وَدَلْوٌ۔ اس کے تینوں اعراب لفظی آتے ہیں جیسے جَاءَنِی دَلْوٌ وَّظَبْیٌ، رَأَیْتُ دَلْوًا وَظَبْیًا وَمَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَظَبْیٍ۔

سوال نمبر 3:-(الف) منصوبات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز مفعول مطلق کی تعریف مع اقسام تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل میں سے کسی تین کی تعریفات تحریر کریں؟

فاعل، منادیٰ، مفعول بہ، مبتدا، اسم معرب

جواب: (الف) منصوبات کی تعداد اور ان کے نام اور مفعول مطلق کی تعریف مع اقسام:

منصوبات اور ان کے نام: کل منصوبات بارہ ہیں، جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) مفعول مطلق، (۲) مفعول بہ، (۳) مفعول معہ، (۴) مفعول لہ (۵) مفعول فیہ، (۶) حال، (۷) تمیز، (۸) مستثنیٰ، (۹) اسم اِنَّ اور اس کے بھائیوں کا، (۱۰) خبر کَانَ اور اس کے بھائیوں کی، (۱۱) خبر مَا وَلَا مشابہ بلیس، (۱۲) لائے نفی جنس کا اسم۔

مفعول مطلق کی تعریف و اقسام: وہ مفعول ہے، جو اپنے فعل کا ہم معنیٰ ہو مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

مفعول مطلق کی تین اقسام ہیں:

(i) مفعول مطلق تاکید کے لیے آتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

(ii) نوع بیان کرنے کے لیے آتا ہے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ۔

(iii) عدد کے لیے آتا ہے جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً، جَلْسَتَیْنِ، جَلَسَاتٍ۔

(ب) اصطلاحات نحویہ کی تعریفات:

۱-فاعل: وہ اسم ہے، جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل یا معنیٰ فعل اس طرح مسند ہو کہ وہ اس کے ساتھ قائم اس پر واقع نہ ہو جیسے قَامَ زَیْدٌ، ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا، زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًوا۔

۲-منادیٰ: وہ اسم ہے، جسے حرف نداء کے ساتھ پکارا جائے جیسے یَا اَللّٰہُ۔

۳-مفعول بہ: وہ مفعول ہے، جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

۴-مبتداء: وہ اسم ہے، جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۵-اسم معرب: وہ اسم ہے، جو غیر سے مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو جیسے قَامَ زَیْدٌ۔

حصہ دوم......شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4:-(الف)باء کے کوئی سے پانچ معانی تحریر کریں نیز مثالیں بھی دیں؟

(ب)الصاق کا معنی تحریر کریں؟

(الف)باء کے پانچ معانی مع امثلہ:

حروف جارہ میں سے ایک باء ہے، جو دس معانی کے لیے آتی ہے، ان میں سے پانچ معانی مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(i)باء استعانت کے لیے آتی ہے كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ، (ii)تعلیل کے معنی میں آتی ہے جیسے ارشاد ربانی ہے اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ (تم نے بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے اپنے آپ پر ظلم کیا)(iii)مصاحبت کے لیے آتی ہے جیسے اِشْتَرَيْتُ الْفَرَسَ بِسَرْجِهٖ (میں نے گھوڑا خریدا مع زین)(iv)باء تعدیہ کے معنی میں آتی ہے جیسے ارشاد ربانی ہے: ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ (اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو لے گیا)(v)باء قسم کے معنی میں آتی ہے جیسے بِاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا (قسم بخدا! میں ایسا ضرور کروں گا)

(ب)"الصاق" کا معنی:

لفظ "الصاق" کا مطلب ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا، اس کی دو صورتیں ہیں: (i)یہ ملانا حقیقی طور پر ہوگا جیسے بِهٖ دَاءٌ (اسے مرض ہے)(ii)یا یہ اتصال مجازی طور پر ہوگا جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (یعنی میرا گزرنا اس کے پاس سے ہوا)

سوال نمبر 5:-(الف)مِنْ کے معانی مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب)عوامل نحو کتنے ہیں؟ نیز شرح مائۃ عامل کے مصنف کا نام تحریر کریں؟

جواب:(الف)"مِنْ" کے معانی مع امثلہ:

حروف جارہ میں سے ایک حرف "مِنْ" ہے، جو چار معانی کے لیے آتا ہے، وہ معانی مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(i)من ابتداء غایت کے لیے آتا ہے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ (میں نے بصرہ سے کوفہ تک سیر کی)(ii)مِنْ تبعیض کے معنی میں آتا ہے جیسے اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ (یعنی میں نے کچھ درہم حاصل کیے ہیں)(iii)مِنْ وضاحت وبیان کے لیے آتا ہے، جیسے ارشاد ربانی ہے: فَاجْتَنِبُوا

الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (تم بتوں سے بچو کیونکہ وہ پلید ہیں) (iv) مِنْ زائدہ بھی ہوتا ہے، جیسے ارشاد ربانی ہے: يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ ۔

(ب) عوامل نحو کی تعداد اور شرح مائۃ عامل کے مصنف کا نام:

کل عوامل نحو سو ہیں، جن میں سے اٹھانوے (۹۸) لفظی اور دو معنوی ہیں۔ شرح مائۃ عامل کے مصنف کا نام ہے: عارف باللہ، عاشق رسول حضرت علامہ نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سوال نمبر 6:- مندرجہ ذیل میں کسی تین کی ترکیب کریں؟

كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ، جَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ، سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ، زَيْدٌ بِالْبَلَدِ، مَرَرْتُ بِزَيْدٍ

جواب: جملوں کی ترکیب نحوی:

(۱) كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ: كَتَبْتُ فعل بافاعل بِالْقَلَمِ باء حرف جار مبنی علی الکسر از مبنیات اصلیہ سے، الْقَلَمِ مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی، مجرور با جار متعلق ہوا ثابتاً، ثابتاً اسم فاعل اپنی ضمیر فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) جَعَلَ الْجَنَّةَ مَثْوَاهُ: جَعَلَ فعل بافاعل، اَلْجَنَّةَ مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی منصوب لفظاً مفعول اوّل مَثْوَاهُ مضاف بامضاف الیہ منصوب لفظاً مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ: سِرْتُ فعل بافاعل مِنَ الْبَصْرَةِ مجرور با جار ظرف لغو متعلق ہوا سِرْتُ کے، اِلَى الْكُوْفَةِ مجرور با جار ظرف لغو متعلق ہوا سِرْتُ کے، سِرْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) زَيْدٌ بِالْبَلَدِ: زَيْدٌ مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مبتداء، بِالْبَلَدِ باء حرف جار الْبَلَدِ مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور با جار متعلق ہوا ثَابِتٌ کے، ثَابِتٌ اسم فاعل اپنی مقدر ضمیر فاعل اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) مَرَرْتُ بِزَيْدٍ: مَرَرْتُ فعل بافاعل بِزَيْدٍ باء حرف جار مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے، زَيْدٍ مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور با جار متعلق ہوا مَرَرْتُ کے، مَرَرْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/2021ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اوّل کے دونوں سوال اور حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل ...... ادب عربی

سوال نمبر 1:- (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جز کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(i) قال الأفغاني لزعماء الهند وهو على وشك الرحيل: وعزة الحق وسر العدل لو أن ملايينكم مسخت ذبابا لأخرجت الإنجليز بطنينها من الهند ولو انقلبت سلاحف وخاضت البحر إلى الجزر البريطانية لجذبتها إلى القعر.

(ii) عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من أكبر الكبائر أن يعلن الرجل والديه قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكيف يعلن الرجل والديه قال يسب الرجل أبا الرجل فيسب أباه ويسب أمه فيسب أمه.

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین اشعار کا ترجمہ کریں؟ ۴×۳=۱۲

وهذا فؤادي وهذي يدي	مشاعل تجلو طريق الغد
وهبتك روحي وغالي دمي	وأسمى أماني أن تسلمي
وما أنا راض أنني واطئ الثرى	ولي همة لا ترتضي الأفق مقعدا
على قدر أهل العزم تأتي العزائم	وتأتي على قدر الكرام المكارم

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟
۵×۳=۱۵

(i) ماهي اللغات التي تعلمها الافغاني؟

(ii) ماذايحب الشعب الباكستاني؟

(iii) الي من كتب ابوبكر الرسالة؟

(iv) هل يدخل الجنة قاطع رحم؟

(v) ماذا افرد "كارليل" في كتابه الابطال؟

(ب) درج ذیل الفاظ میں سے کوئی دو لفظ عربی جملوں میں استعمال کریں؟ ۲×۵=۱۰

هينة، عضو، مضيف، غلب

حصہ دوم......منطق

سوال نمبر 3:-(الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غایت تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) علم کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4:-(الف) دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) مرکب کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:-(الف) مفہوم اور اقسام مفہوم کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) درج ذیل میں سے دو کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

جنس، تمام مشترک، خاصہ، قضیہ

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

حصہ اوّل......ادب عربی

سوال نمبر 1:-(الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(i) قال الأفغاني لزعماء الهند وهو على وشك الرحيل: وعزة الحق وسر العدل لو أن ملايينكم مسخت ذبابا لأخرجت الإنجليز بطنينها من الهند ولو انقلبت سلاحف وخاضت البحر إلى الجزر البريطانية لجذيتها إلى القعر.

(ii) عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من أكبر الكبائر أن يعلن الرجل والديه قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكيف يعلن الرجل والديه قال يسب الرجل أبا الرجل فيسب أباه ويسب أمه فيسب أمه.

(ب) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

وهـذا فـؤادي وهـذي يـدي مشـاعـل تـجـلـو طـريـق الغد

وهبتك روحـي وغـالـي دمي واسـمـى أمـانـي أن تسلمي

ومـا أنـا راض أنني واطئ الثرى ولي همة لا ترتضي الأفق مقعدا

عـلى قدرا أهل العزم تأتي العزائم وتـأتي على قدر الكرام المكارم

جواب: (الف) ترجمہ اجزاء:

(i) علامہ افغانی نے اپنے ہندوستان کے راہنماؤں سے کہا: جب آپ کوچ کرنے والے تھے، حق کی عزت اور عدل کے راز کی قسم! اگر آپ کے لاکھوں لوگ مکھیوں کی شکل میں بھی بدل دیے جائیں، تو وہ اپنی بھنبھناہٹ سے انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیں گے۔ اگر وہ کچھوے کی طرح بن جائیں اور برطانیہ کے جزیروں کی طرف غوطہ لگائیں، تو وہ ان کو گہرائی میں لے جائیں گے۔

(ii) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: انہوں نے کہا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت بڑے گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو لعنت کرے، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کوئی آدمی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرسکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: آدمی کسی شخص کے باپ کو گالی دیتا ہے، تو وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، پھر وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

(ب) اشعار کا ترجمہ:

(۱) اور میرا یہ دل، جان اور ہاتھ شمعیں ہیں، جو آنے والے مستقبل کے راستے روشن کریں گے۔

(۲) میں نے اپنی جان اور اپنا قیمتی خون تحفے کے طور پر تمہیں دے دیا ہے اور میری سب سے زیادہ آرزو یہ ہے کہ تو ہمیشہ سلامت رہے۔

(۳) اور میں اس بات پر خوش نہیں ہوتا کہ میں زمین پر چلوں پھروں اس لیے کہ میرے پاس ایسی ہمت ہے، جو افق پر اپنا ٹھکانہ بنانے کو بھی پسند نہیں کرتا۔

(۴) ہمت والے شخص کو ارادے کے مطابق عزائم ملتے ہیں اور عزت والے شخص کی شان کے مطابق ہی فضائل ملتے ہیں۔

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟

(i) ماهي اللغات التي تعلمها الافغاني؟

(ii) ماذايحب الشعب الباكستاني؟

(iii) الى من كتب ابوبكر الرسالة؟

(iv) هل يدخل الجنة قاطع رحم؟

(v) ماذا افرد "كارليل" فى كتابه الابطال؟

(ب) درج ذیل الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟

هيئة، عضو، مضيف، غلب

جواب: (الف) سوالات کے عربی میں جوابات:

(i) تعلم الافغانى العديدة من اللغات كالفرنسية والتركية والانجليزية والروسية والعربية والفارسية .

(ii) يحب الشعب الباكستانى النكت والدعابة .

(iii) كتب ابوبكرن الرسالة الى خالدين الوليد ومن معه .

(iv) لا يدخل الجنة قاطعة رحم .

(v) قد افرد كارليل محمد رسول الله فى كتابه الابطال .

(ب) الفاظ کا عربی جملوں میں استعمال:

هيئة: هيئة اليوم الأن؟

عضو: الرأس عضو الانسان .

مضيف: اليوم انت مضيفي .

غلب: غلب احمد على عدوه .

حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر 3:- (الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غایت تحریر کریں؟

(ب) علم کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غایت:

علم منطق کی تعریف: ایسا قانونی آلہ ہے، جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جاتا ہے۔

موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل وحجت۔

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچانا۔

(ب) علم کی اقسام، ان کی تعریفات مع امثلہ:

علم کی دو اقسام ہیں:

۱۔ تصور: وہ علم ہے، جو حکم سے خالی ہو جیسے زَیْدٌ، عَمْرٌ۔

۲۔ تصدیق: وہ علم ہے، جو حکم کے ساتھ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ، زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ۔

سوال نمبر 4:۔ (الف) دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) مرکب کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ:

دلالت لفظیہ: وہ دلالت ہے، جس میں دلالت کرنے والا لفظ ہو، اس کی تین اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(i) دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں وضع کو دخل ہو جیسے زَیْدٌ کی دلالت ذات زید پر۔

(ii) دلالت لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں طبیعت کو دخل ہو جیسے اُح اُح کی دلالت سینے کے درد پر۔

(iii) دلالت لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں عقل کو دخل ہو جیسے دیوار کے پیچھے سے سنائی دینے والی آواز ''دیز'' کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔

(ب) مرکب کی اقسام، تعریفات مع امثلہ:

وہ جملہ جو دو یا دو سے زیادہ الفاظ سے ملکر بنے، اسے مرکب کہتے ہیں۔ مرکب کی دو اقسام ہیں:

۱۔ مرکب تام: وہ مرکب ہے، جس پر سکوت صحیح ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۲۔ مرکب ناقص: وہ مرکب ہے، جس پر سکوت درست نہ ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔

مرکب تام کی دو اقسام ہیں:

۱۔ خبر و قضیہ: وہ مرکب ہے، جو صدق و کذب کا احتمال رکھے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۲۔ انشاء: وہ مرکب ہے، جو صدق اور کذب کا احتمال نہ رکھتا ہو جیسے اِضْرِبْ۔

سوال نمبر 5:۔ (الف) مفہوم اور اقسام مفہوم کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) درج ذیل کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جنس، تمام مشترک، خاصہ، قضیہ

جواب: (الف) مفہوم اور اس کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ:

تعریفِ مفہوم: جو چیز ذہن میں آئے، اسے مفہوم کہا جاتا ہے۔

مفہوم کی دو اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- جزئی: وہ مفہوم ہے، جس کا نفسِ تصور شرکت کثیرین سے مانع ہو مثلاً زَیْدٌ۔

۲- کلی: وہ مفہوم ہے، جس کا نفسِ تصور شرکت کثیرین سے مانع نہ ہو جیسے اِنْسَانٌ ۔

(ب) اصطلاحات منطق کی تعریفات مع امثلہ:

۱- جنس: وہ کلی ہے، جو مختلف الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں واقع ہو مثلاً حیوان، انسان کے لیے۔

۲- تمام مشترک: دو ماہیتوں کے درمیان وہ جزء مشترک کہ کوئی بھی جزء مشترک اس سے خارج نہ ہو جیسے اِنْسَانٌ اور فَرَسٌ کے درمیان ایسا جزء مشترک ہے کہ ان دونوں کے درمیان پائے جانے والے تمام مشترک اسی میں داخل ہیں، کوئی بھی جزء مشترک اس سے خارج نہیں ہے۔ لہٰذا حَیَوَانٌ، اِنْسَانٌ اور فَرَسٌ کے لیے تمام مشترک ہے۔

۳- خاصہ: وہ کلی ہے، جو ایک ہی حقیقت کے افراد پر صدق عرضی کے ساتھ صادق جیسے ضَاحِکٌ انسان کے لیے۔

۴- قضیہ: وہ قول جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو، یا وہ قول جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل ...... سیرت

سوال نمبر 1:- (الف) نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت رونما ہونے والے واقعات تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2:- (الف) دار الندوہ میں کفار کی طرف سے منعقدہ میٹنگ کا تفصیلی بیان لکھیں؟ ۱۵

(ب) اذان کی ابتداء کیسے ہوئی؟ تفصیل تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:- (الف) جناب عبدالمطلب کی طرف سے چاہ زمزم کی کھدوائی کے واقعہ کی تفصیل لکھیں؟ ۱۵

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنے کا ثمرہ واضح تحریر کریں؟ ۱۵

حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر 4:- (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے دو واقعات تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) تاریخ الخلفاء کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عتیق کہنے کی وجوہات تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرنے والی کوئی دو احادیث تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) دورِ صدیقی میں جمع قرآن کے واقعہ کی تفصیل تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی سی دو اولیات تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2021ء

حصہ اوّل......سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات تحریر کریں؟

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت رونما ہونے والے واقعات تحریر کریں؟

جواب:(الف) نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بلا واسطہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا، پھر اسی نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا اور عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا: آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ نے فرمایا:وآدم بین الروح والجسد یعنی میں اس وقت نبی تھا، جب کہ آدم کی پیدائش نہیں ہوئی تھی۔ بعد ازاں اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا' جو واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الآیہ میں مذکور ہے، جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت وامداد کا اقرار کرلیا۔ تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہوگئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہوا اور اس سے معجزات ظہور میں آئے۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب فرمایا ہے:

وکل ای اتی الرسل الکرام بھا	فانما اتصلت من نورہ بھم
فانہ شمس فضل ھم کواکبھا	یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

ترجمہ منظوم

معجزے، جتنے کہ لائے رسولان کرام	لڑی کے نور سے جا ملتی ہے سب کی بہم
آفتاب فضل ہے وہ سب کواکب اس کے تھے	ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے بیش وکم

اسی عہد کے سبب سے حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے حضور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد و بشارت اور ان کے اتباع وامداد کی تاکید فرماتے رہے ہیں' اگر حضور نبی امی بابی ھو وامی کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی' تو تمام انبیاء سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتیں باطل ہو جاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین علیہم السلام کی نبوتوں کی تصدیق فرمادی۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور از ہر منبع انوار الانبیاء تھا' اسی طرح آپ کے جسم اطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اشیاء سے تھا۔ چنانچہ حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا چاہا تو جبرئیل کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرئیل بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھا لائے۔ پھر وہ مشت خاک سفید بہشت کے چشمہ تسنیم کے پانی سے گوندھی گئی' یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہوگئی۔ جس کی بڑی شعاع تھی۔ بعدازاں فرشتے اسے لے کر عرش وکرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روح انور و مادہ اطہر) کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا' تو اپنے حبیب پاک کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا' اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء رضی اللہ عنہا سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرت حواء رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا' اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب و تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے' تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا اس طرح یہ نور پاک پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا۔ ان سے بناء برقول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کے پاک وصاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے تمام آباؤ امہات کو شرک وکفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتش نمرود گلزار ہوگئی۔ اسی نور کے طفیل سے حضرت انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کیے۔ جن میں مذکور ہے کہ کشتی کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود کا گلزار ہو جانا' حضور کے نور ہی کی برکت سے تھا۔ حضرت امام الائمہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رضی اللہ عنہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یوں فرماتے ہیں:

آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ہے اور سورج آپ ہی کے نور زیبا سے چمک رہا ہے۔ آپ وہ ہیں کہ جب آدم نے لغزش کے سبب سے آپ کا وسیلہ پکڑا' تو وہ کامیاب ہو گئے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔ آپ ہی کے وسیلہ سے خلیل علیہ السلام نے دعا مانگی تو آپ کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اور بجھ گئی اور ایوب نے اپنی مصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس پکارنے پر ان کی مصیبت دور ہو گئی۔ مسیح آپ ہی کی بشارت اور آپ ہی کی صفات حسنہ کی خبر دیتے اور آپ کی مدح کرتے ہوئے آئے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت رونما ہونے والے واقعات:-

تولد شریف کے وقت غیب کے عجیب و غریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ و پسندیدہ ہیں۔ چنانچہ ستارے تعظیم کے لیے جھک کر آپ کے قریب آ گئے اور ان کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قصور و محل نظر آ گئے۔ شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے۔ اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی۔ اس طرح وحی و غیر وحی میں خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا۔ شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خادمان اسلام کے قبضہ میں آ جائے گا۔ فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی بحیرہ ساوہ جو ہمدان و قم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی' یکا یک بالکل خشک ہو گیا۔ وادی ساوہ (شام و کوفہ کے درمیان) کی ندی جو بالکل خشک پڑی تھی' لبالب بہنے لگی۔

سوال نمبر 2:-(الف) دارالندوہ میں کفار کی طرف سے منعقدہ میٹنگ کا تفصیلی بیان لکھیں؟

(ب) اذان کی ابتداء کیسے ہوئی؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) دارالندوہ میں کفار کی طرف سے منعقدہ میٹنگ:

قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے ہیں اور مہاجرین مکہ کو انصار نے اپنی حمایت و پناہ میں لے لیا ہے' تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں۔ اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں۔ اس لیے تمام قبائل قریش کے سردار عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ، ابوسفیان، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود، ابوجہل بنیہ ومنبہ پسران حجاج اور امیہ بن خلف وغیرہ دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازہ پر آ موجود ہوا' انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بولا "میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں میں نے سن لیا ہے جس امر کے لیے تم جمع ہوئے ہو۔ اس لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں تا کہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔" وہ بولے بہت اچھا آیئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو اور کھانے پینے کو کچھ نہ دو خود ہلاک ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں اللہ کی قسم! اگر تم اس کو اس طرح کوٹھڑی میں قید بھی کر دو تو اس کی خبر بند دروازے میں سے اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی۔ وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا کہ اس کو شہر سے نکال دو' جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رائے بھی اچھی نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے اسے اپنا تابع کر لے اور پھر انہیں ساتھ لے کر تم پر حملہ کر دے۔ ابوجہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جواب تک کسی کو نہیں سوجھی۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا: "وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک ایک تیز تلوار دے دیں۔ پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔ عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی اس لیے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔" یہ سن کر شیخ نجدی بولا: "یہی بات درست ہے' اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں۔" سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخاست ہوگئی۔ قرآن مجید کی آیہ ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے:

وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ○ (انفال، ع:۴)

اور جس وقت کافر تیرے حق میں بدسگالی کرتے تھے کہ تجھ کو قید رکھیں یا تجھ کو مار ڈالیں یا تجھ کو جلاوطن کر

دیں اور وہ بد سگالی کرتے تھے اور اللہ بد سگالی کرتا تھا اور اللہ اچھا بد سگالی کرنے والا ہے۔

(ب) اذان کی ابتداء:۔

جب مدینہ منورہ میں مسجد جامع تیار ہو چکی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کو نماز کے لیے کس طرح جمع کیا جائے۔ آپ نے اپنے اصحاب کرام سے مشورہ کیا۔ ظاہر ہے کہ وقت اور ایک مکان میں اجتماع بغیر اعلام وآگاہی کے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے صحابہ کرام نے اعلام کے لیے کئی طریقے پیش کیے۔ بعض نے کہا کہ آگ روشن کر کے اونچی کر دی جائے۔ مسلمان اسے دیکھ کر جمع ہو جایا کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوجہ مشابہت مجوس اس طریقہ کو پسند نہ فرمایا۔ بعضوں نے ناقوس تجویز کیا۔ مگر بوجہ مشابہت نصاریٰ تجویز رد کر دی گئی۔ اسی طرح بوق کو بوجہ مشابہت یہود پسند نہ کیا گیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ایک شخص کو نماز کے وقت بغرض اعلام بھیج دیا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا: اٹھ کر نماز کے لیے ندا کر دے۔ چنانچہ حضرت بلال یوں ندا کر دیا کرتے الصلوٰۃ جامعة، اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن زید انصاری کو خواب میں ان سب سے بہتر طریق بتلا دیا گیا اور وہ مروجہ اذان شرعی ہے۔ حضرت عبداللہ نے اپنا خواب بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ حضور انور بابی ہو امی کے پاس اس سے پہلے اس بارے میں وحی آ چکی تھی۔ اس لیے آپ نے سن کر فرمایا: بیشک یہ رویاء حق ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ حضرت بلال کو کلمات اذان کی تلقین کر دو۔ وہ اذان دیں گے، کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند اور نرم و شیریں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

سوال نمبر 3:۔ (الف) جناب عبدالمطلب کی طرف سے چاہ زمزم کی کھدوائی کے واقعہ کی تفصیل لکھیں۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنے کا ثمرہ وانعام تحریر کریں۔

جواب: (الف) چاہِ زمزم کی کھدائی:

عبدالمطلب نے چاہِ زمزم کو نئے سرے سے کھدوا کر درست کیا۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت اسماعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کعبہ کی تولیت نابت بن اسمٰعیل کے سپرد ہوئی۔ نابت کے بعد نابت کا نانا مضاض بن عمرو جرہمی متولی ہوا۔ جب بنو جرہم حرم شریف کی بے حرمتی کرنے اور کعبہ کے مال اپنے خرچ میں لانے لگے تو بنو بکر بن عبد مناف بن کنانہ اور غبشان خزاعی نے ان کو مکہ سے یمن کی طرف نکال دیا۔ اس وقت سے خزاعہ متولی ہوئے۔ خزاعہ میں سے اخیر متولی حلیل بن حُبشیہ تھا جس کے بعد تولیت قصی کے ہاتھ آئی جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ عمرو بن حارث بن مضاض جرہمی نے جاتے وقت کعبہ کے ہر دو غزال طلائی اور حجر رکن کو زمزم میں ڈال کر اسے ایسا بند کر دیا تھا کہ مدت گزرنے پر کسی کو اس کا

نشان تک معلوم نہ رہا۔ آخر کار عبدالمطلب کو خواب میں اس کے کھودنے کا اشارہ ہوا۔ عبدالمطلب کے ہاں اس وقت صرف ایک صاحبزادہ حارث تھا۔ اسی کو ساتھ لے کر کھودنے لگے۔ جب کنوئیں کا بالائی حصہ نظر آیا تو خوشی میں تکبیر کہی۔ کھودتے کھودتے ہر دو غزال اور کچھ تلواریں اور زرہیں برآمد ہوئیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا: اس میں ہمارا بھی حق ہے۔ عبدالمطلب نے بجائے مقابلہ کے اس معاملہ کو قرعہ اندازی پر چھوڑا' چنانچہ ہر دو غزال کا قرعہ کعب پر اور تلواروں اور زرہوں کا قرعہ عبدالمطلب پر پڑا اور قریش کے نام کچھ نہ نکلا اس طرح عبدالمطلب نے زمزم کو کھود کر درست کیا۔ اس وقت سے زمزم کا پانی حاجیوں کے کام آنے لگا اور مکہ کے کنوؤں کے پانی کی ضرورت ہی نہ رہی۔

زمزم کے کھودنے میں عبدالمطلب نے اپنے معاونین کی قلت محسوس کر کے یہ منت مانی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب مراد بر آئی تو ایفائے نذر کے لیے دسوں بیٹوں کو لے کر کعبہ میں آئے اور پجاری سے اپنی نذر کا حال بیان کیا اور کہا کہ ان دسوں پر قرعہ ڈالو۔ دیکھو کس کا نام نکلتا ہے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے اپنے نام کا قرعہ دیا ایک طرف پجاری قرعہ نکال رہا تھا' دوسری طرف عبدالمطلب یوں دعا کر رہے تھے:

''یا اللہ میں نے ان میں سے ایک کی قربانی کی منت مانی تھی' اب میں ان پر قرعہ اندازی کرتا ہوں تو جسے چاہتا ہے اس کا نام نکال۔''

اتفاق سے عبداللہ کا نام نکلا' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور عبدالمطلب کو سب بیٹوں میں پیارے تھے۔ عبدالمطلب چھری ہاتھ میں لے کر ان کو قربان گاہ کی طرف لے چلے مگر قریش اور عبداللہ کے بھائی مانع ہوئے۔ آخر کار عبداللہ اور دس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا۔ اتفاق یہ کہ عبداللہ ہی کے نام پر قرعہ نکلا۔ پھر عبداللہ اور بیس اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر نتیجہ وہی نکلا۔ بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نوبت پہنچی تو قرعہ اونٹوں پر نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربانی کیے اور عبداللہ بچ گئے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: انا ابن الذبیحین یعنی میں دو ذبیح (اسمٰعیل وعبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کرنے کا ثمرہ وانعام:

ابولہب کی موت کے ایک سال بعد حضرت عباس نے خواب میں ابولہب کو برے حال میں دیکھا۔ پوچھا تجھے کیا ملا؟ ابولہب نے جواب دیا:

لم الق بعدکم غیر انی سقیت فی ھٰذہ بعتاقتی ثویبۃ ۔

تمہارے بعد مجھے کچھ آرام نہیں ملا سوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے سبب سے بمقدار اس (مغاک میان ابہام وسبابہ) کے پانی مل جاتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں۔

اس حدیث عروہ بن زبیر کا مطلب یہ ہے کہ ابولہب بتا رہا ہے کہ میرے اعمال رائیگاں گئے سوائے ایک کے اور وہ یہ کہ میں نے حضرت کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس ایک عمل کا فائدہ باقی رہ گیا۔ اور وہ یوں ہے کہ اس کے بدلے ہر دوشنبہ کو ابہام وسبابہ کے درمیانی مغاک کی مقدار مجھے پانی مل جاتا ہے جسے میں انگلیوں سے چوس لیتا ہوں اور عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ یہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے ورنہ کافر کا کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔

فقیر گزارش کرتا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد شریف پر خوشی منانے سے ایک کافر کو یہ فائدہ پہنچا، تو قیاس کیجیے کہ ایک مسلمان جو ہر سال مولود شریف کراتا اور حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے تولد شریف پر خوشیاں مناتا اس دارِ فانی سے رخصت ہو جائے، تو اسے کس قدر فائدہ پہنچے گا؟

حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے دو واقعات تحریر کریں؟

(ب) تاریخ الخلفاء کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عتیق کہنے کی وجوہات تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے دو واقعات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے دو واقعات درج ذیل ہیں:

پہلا واقعہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابوبکر سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لیے ممکن ہوگا تو وہ آج کا دن ہوگا۔ میں کافی مال خرچ کر کے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو میں آدھا مال لے کر خدمت میں حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: ما ابقیت لاھلك ۔ یعنی اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کتنا چھوڑا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: آدھا مال ان کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب لے آئے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ما ابقیت لاھلك ۔ یعنی اے ابوبکر! اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ ۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ان کے لیے اللہ ورسول کو چھوڑ آیا ہوں مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس　　　صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قلت لا اسبقه الٰی شیء ابداً۔ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی چیز میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر میں کبھی سبقت نہیں لے جا سکوں گا۔

(مشکوٰۃ شریف، ص:۵۵۶)

دوسرا واقعہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز میرے والد بزرگوار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے، اور اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے۔ آپ نے یہ سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر خرچ کر دیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے، تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آئے تو اس مال میں سے آپ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ مکہ معظمہ میں آپ نے ۳۵ ہزار درہم مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کر ڈالا تھا۔

(ب) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''عتیق'' کہنے کی وجوہات:

''عتیق'' آپ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں بلکہ لقب تھا۔

(۱) بعض کہتے ہیں کہ عتاقہ بوجہ یعنی حسن و جمال کے سبب آپ کا یہ لقب ہوا۔

(۲) ابو نعیم فضل بن دکین کہتے ہیں: آپ کے قدم فی الخیر یعنی بھلائی میں آگے ہونے کی وجہ سے یہ لقب ہوا۔

(۳) طبرانی نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسم کی بابت دریافت کی تو آپ نے فرمایا: عبداللہ تھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ لوگ عتیق بتلاتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابو قحافہ کے تین بیٹے تھے، ایک کا نام عتیق تھا، دوسرے کا معتق، تیسرے کا معتیق۔

(۴) ابن عساکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام گھر والوں نے تو عبداللہ رکھا تھا لیکن آپ عتیق کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۵) ترمذی اور حاکم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''اے ابو بکر تو دوزخ کی آگ سے خدا تعالیٰ کا آزاد کیا ہوا ہے۔'' پس اسی روز سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔

سوال نمبر 5:- (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ تحریر کریں؟
(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کرنے والی کوئی دو احادیث تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

دن بدن مسلمانوں کی تعداد بڑھتے ہوئے دیکھ کر ایک روز کفار مکہ جمع ہوئے اور سب نے یہ طے کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے۔ (معاذ اللہ رب العالمین) مگر سوال پیدا ہوا کہ کون قتل کرے؟ مجمع میں اعلان ہوا کہ ہے کوئی بہادر ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے؟ اس اعلان پر پورا مجمع تو خاموش رہا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کو قتل کروں گا۔ لوگوں نے کہا: بے شک تم ہی ان کو قتل کر سکتے ہو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور تلوار لٹکائے ہوئے چل دیے۔ اسی خیال میں جا رہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ زہرہ کے جن کا نام حضرت نعیم بن عبداللہ بتایا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے دوسروں کا نام لکھا ہے۔ بہر حال انہوں نے پوچھا کہ اے عمر! کہاں جا رہے ہو؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس قتل کے بعد تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح بچ سکو گے؟ وہ تمہیں ان کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ اس بات کو سن کر وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے: معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ تو لاؤ میں پہلے تجھی کو نپٹا دوں۔ یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی اور حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے بھی یہ کہا کہ ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں اپنی تلوار سنبھالی۔ عنقریب دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو پہلے اپنے گھر کی خبر لے۔ تیری بہن فاطمہ بنت خطاب اور بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ دونوں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بے انتہا غصہ پیدا ہوا وہ وہیں سے پلٹ پڑے اور سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ دروازہ بند کیے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ ان کی آواز سن کر حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر کے ایک حصہ میں چھپ گئے بہن نے دروازہ کھولا۔ آپ گھر میں داخل ہوئے اور پوچھا: تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ اور یہ آواز کس کی تھی؟ آپ کے بہنوئی نے ٹال دیا اور کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ کہنے لگے: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا ہے؟ بہنوئی نے کہا: ہاں باپ دادا کا دین باطل ہے اور دوسرا دین حق ہے۔ یہ سننا تھا کہ بے تحاشا ٹوٹ پڑے ان کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور زمین پر پٹک کر خوب مارا۔ ان کی بہن چھڑانے کے لیے دوڑیں تو ان کے منہ پر ایک گھونسا اتنی زور سے مارا کہ وہ خون سے تر بتر ہو گئیں۔ آخر وہ بھی حضرت عمر ہی کی بہن تھیں کہنے لگیں کہ عمر ہم کو اس وجہ سے مار رہے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ کان کھول کر سن لو کہ تم مار مار کر ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ نکال لو یہ ہو سکتا ہے،

لیکن ہمارے دل سے ایمان نکال لو یہ ہرگز نہیں ہوسکتا اور آپ کی بہن نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ بے شک ہم لوگ مسلمان ہوگئے ہیں۔ تجھ سے جو ہوسکے تو کرلے۔ بہن کے جواب اور ان کو خون سے تر بتر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ آپ نے فرمایا: اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تم لوگ پڑھ رہے تھے تاکہ میں بھی اس کو پڑھوں؟ آپ کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر چند اصرار کیا مگر وہ بغیر غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا پھر کتاب لے کر پڑھی۔ اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت اس آیت کریمہ پر پہنچے: اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝ یعنی بے شک میں اللہ ہوں۔ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ تو میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔ (پ: ۱۶، طٰہٰ: ۱۴) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے بات سن لی تو آپ باہر نکل آئے اور کہا کہ اے عمر! میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ کل جمعرات کی شب میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی کہ یا الٰہ العالمین! عمر اور ابوجہل میں جو تجھے محبوب و پیارا ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کی دُعا تمہارے حق میں قبول ہوگئی۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا پہاڑی کے قریب حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے چلے۔ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حضرت حمزہ، حضرت طلحہ اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حفاظت اور نگرانی کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا: عمر آرہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی بھلائی منظور ہے تب تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کی نیت کچھ اور ہے تو اس وقت ان کا قتل کرنا بہت آسان ہے۔ اسی درمیان میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان حالات کے بارے میں وحی نازل ہوچکی تھی، سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان سے باہر تشریف لا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دامن اور ان کی تلوار پکڑ لی اور فرمایا: اے عمر! کیا یہ فساد تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک کہ تم پر ذلت و رسوائی مسلط نہ ہو جائے؟ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اشهد ان لا الـه الا الله وانك عبدالله ورسوله یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اس طرح اللہ کے محبوب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں مقبول ہوئی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرضوان فرماتے ہیں:

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا ۔۔۔ دُلہن بن کے نکلی دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں دو احادیث مبارکہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں دو احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

پہلی حدیث: سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔''

دوسری حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بلاشبہ نگاہ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ جن کے شیطان بھی اور انسان کے شیطان بھی دونوں میرے عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔

سوال نمبر 6: (الف) دورِ صدیقی میں جمعِ قرآن کے واقعہ کی تفصیل تحریر کریں؟

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی سی دو اولیات تحریر کریں؟

جواب: (الف) دور صدیقی میں جمع قرآن کا واقعہ:

جس وقت جو آیت اترتی حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق اونٹ کی ہڈیوں پر، کھجوروں کے پتوں پر اور مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے تھے اور یہ چیزیں متفرق طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن ان حضرات کو زیادہ اعتماد حافظے پر تھا۔ یعنی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پورے قرآن کے حافظ تھے جیسا کہ آج حافظ ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ تو یوں سمجھو کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور علیہ السلام نے دے دی تھی۔ لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اس کی تین وجہیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ چونکہ صدہا حافظ اس کو اسی ترتیب سے یاد کر چکے تھے جو آج تک چلی آرہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا۔ نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت کے لیے اس کو کثرت اوقات پڑھتے ہی رہتے تھے۔ اس لیے اس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ نہ تھا اور دوسرے یہ کہ جہاد اور دیگر ضروریات زندگی کی وجہ سے اتنا موقعہ نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔ تیسرے یہ کہ جب تک کہ پورا قرآن پاک نہ آجاتا۔ اس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اتر چکی تھیں کچھ اترنے والی ہوتی تھیں حضور کی وفات سے کچھ روز پہلے نزول قرآن کی تکمیل ہوئی۔ غرضیکہ حضور علیہ السلام کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہو سکا۔ البتہ مرتب ہو گیا اللہ کی شان ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں یعنی حضور علیہ السلام کی وفات ہی کے سال ملک یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام کو سخت جنگ کرنی پڑی

اور اس جنگ میں تقریباً سات سو حافظ قرآن بھی شہید ہو گئے، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اگر اسی طرح حافظ اور قراء شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا جنہوں نے حضور علیہ السلام کے زمانہ میں وحی لکھنے کی خدمت انجام دی تھی اور اس کا نگران حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرار دیا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو۔ زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے: آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے نہ کیا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کام اچھا ہے۔ (نوٹ) اس بدعت حسنہ کا ثبوت ہوا۔ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے نہایت محنت اور جانفشانی سے ان تمام آیتوں کو یکجا جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں، کھجور کے پتوں اور ہڈیوں میں لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نسخہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان کے پاس رہا۔ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ پھر ان کے بعد فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔

(ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو اولیات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو اولیات درج ذیل ہیں:

(i) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے۔

(ii) آپ نے سب سے پہلے قرآن کا نام مصحف رکھا۔

(iii) آپ ہی اپنے والد کی زندگی میں سب سے پہلے خلیفہ بنے۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشہادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

حصہ اول......قرآن مجید

سوال نمبر ۱:- درج ذیل اجزاء میں سے کوئی سے چھ اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۶۰=۶×۱۰

(۱) ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ

(۲) لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(۳) كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

(۴) يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

(۵) اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(۶) وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

(۷) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ

(۸) مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ

(۹) اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

(۱۰) وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۚ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○

سوال نمبر 2:- کوئی سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۱۰=۲×۵

نعف، اعينهم، الخوالف، رجسا، قاصدا، الشقة، الدين القيم، علية، كسادها، المؤتفكت

حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر 3:- درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟ ۳۰=۳×۱۰

(الف) نزول قرآن کا مفہوم لکھ کر بتائیں قرآن کریم کا نزول کتنے طریقوں سے ہوا؟

(ب) قرآن کریم کی منسوخ آیات کے ذریعے قرآن میں تبدیلی ہونے کے اعتراض کا جواب کیسے دیا جائے گا؟

(ج) قرآن پاک کے فضائل وفوائد تحریر کریں؟

(د) حفاظت قرآن پر نوٹ لکھیں؟

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

حصہ اول......قرآن مجید

سوال نمبر 1:- درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ○ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ

(۲) لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

(۳) كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ

وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ۝

(۴) يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝

(۵) اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝

(۶) وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

(۷) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ

(۸) مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِیَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ

(۹) اَلَاۤ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَهُمْ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۝

(۱۰) وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَیْرِ لَقُضِیَ اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ ۚ فَنَذَرُ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۝

جواب: اجزاء کا ترجمہ:

آیت نمبر ۱: یہ تو تمہارے ساتھ معاملہ ہے اور اللہ کفار کی چالوں کو کمزور کرنے والا ہے۔ (آپ ان کافروں سے کہیے:) اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو لو فیصلہ تمہارے سامنے آ چکا ہے۔ اور اگر تم (کفر اور شرک سے) باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے پھر یہی حرکت کی تو ہم پھر تمہیں سزا دیں گے۔

آیت نمبر ۲: تاکہ اللہ خبیث کو طیب سے الگ کر دے۔ اور سب خبیثوں کو اوپر تلے رکھے، پھر ان سب کا ڈھیر بنا دے پھر ان کو دوزخ میں ڈال دے، یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

آیت نمبر ۳: ان کا عہد کیسے معتبر ہو سکتا ہے کہ ان کا حال یہ ہے کہ جب وہ تم پر غالب ہوں تو وہ نہ تمہاری رشتہ داری کا خیال کریں گے اور نہ تم سے کیے ہوئے عہد کا پاس کریں گے۔ وہ تمہیں صرف اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں اور ان کے دل اس کے خلاف ہیں اور ان میں اکثر فاسق ہیں۔

آیت نمبر ۴: جس دن وہ (سونا اور چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، ان کے پہلوؤں اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے وہ (سونا اور چاندی) جس کو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا۔ سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

آیت نمبر۵: بیشک جو خوشی سے صدقہ دینے والے مومنوں کو طعنہ دیتے ہیں اور ان کو جن کے پاس (صدقہ کے لیے) اپنی مزدوری کے سوا اور کچھ نہیں ہے، سو وہ ان کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اللہ ان کو ان کے مذاق اُڑانے کی سزا دے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیت نمبر۶: اور بعض منافقین نبی کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کانوں کے کچے ہیں آپ کہیے: وہ تمہاری بھلائی کے لیے ہر ایک کی بات سنتے ہیں، وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کی باتوں کی تصدیق کرتے ہیں اور تم میں سے ایمان والوں کے لیے رحمت ہے۔

آیت نمبر۷: یہ حکم اس لیے ہے کہ انہیں جب بھی اللہ کی راہ میں پیاس لگے گی یا کوئی تھکاوٹ ہوگی یا بھوک لگے گی اور وہ جب بھی کسی ایسی جگہ جائیں گے جس سے کفار غضب ناک ہوں۔

آیت نمبر۸: ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ گویا ان کے چہرے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیے گئے۔

آیت نمبر۹: سنو! وہ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تا کہ وہ اس سے چھپائیں۔ سنو! جس وقت وہ اپنے کپڑے اوڑھے ہوئے ہوتے ہیں (اس وقت بھی) وہ اس کو جانتا ہے جس کو وہ چھپاتے ہیں اور جس کو ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔

آیت نمبر۱۰: اور اگر اللہ لوگوں کو نقصان پہنچانے میں بھی اتنی جلدی کرتا جتنی جلدی وہ نفع کی طلب میں کرتے ہیں، تو انہیں موت آچکی ہوتی لیکن جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں تا کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

سوال نمبر2:-درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

۱- نعف، ۲- اعینهم، ۳- الخوالف، ۴- رجسا، ۵- قاصدا، ۶- الشقة، ۷- الدین القیم، ۸- علیة، ۹- کسادها، ۱۰- المؤتفکت

جواب: الفاظ کے معانی:

۱-ہم معاف کرتے ہیں، ۲-ان کی آنکھیں، ۳- پیچھے رہ جانے والی عورتیں، ۴- گندگی، ۵- آسان، ۶-مشقت کا راستہ، ۷-سیدھا دین، ۸-محتاجی/مفلسی، ۹-اس کا نقصان، ۱۰-اُلٹی ہوئی بستیاں۔

حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر3:-درج ذیل اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) نزول قرآن کا مفہوم لکھ کر بتائیں قرآن کریم کا نزول کتنے طریقوں سے ہوا؟

(ب) قرآن کریم کی منسوخ آیات کے ذریعے قرآن میں تبدیلی ہونے کے اعتراض کا جواب کیسے دیا جائے گا؟

(ج) قرآن پاک کے فضائل وفوائد تحریر کریں؟

(د) حفاظت قرآن پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) نزول قرآن کا مفہوم وطریقے:

نزول کے معنی ہیں اوپر سے نیچے اترنا۔ پس کلام میں ایسی حرکت نہیں ہوسکتی۔ اس کے نزول کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں اسے کسی چیز پر لکھ کر منتقل کیا جائے یا کسی آدمی کے ذریعہ سے کوئی بات کہلا کر بھیج دی جائے یا کسی واسطے کے بغیر سننے والے سے براہ راست گفتگو کر لی جائے۔ پس قرآن کا نزول پہلے دو طریقوں سے ہوا ہے۔ یہ یکبارگی نازل نہیں ہوا بلکہ پہلے لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر اتارا گیا' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس سال کے عرصہ میں ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔

(ب) اعتراض کا جواب:

تحریف کے معنی ہیں کہ کلام کا مطلب ایسا بیان کیا جائے جو کلام کرنے والے کے مقصد کے خلاف ہو۔ یہاں تحریف سے مراد یہ ہے کہ صاحب کتاب کی غیر موجودگی میں اس کی کتاب میں کمی وبیشی کرنا لیکن اگر وہ خود ایسا کرے تو کوئی بے وقوف اور ناسمجھ بھی اسے تحریف نہ کہے گا۔ جیسے ڈاکٹر کوئی نسخہ لکھ کر دے پھر مریض کی حالت کو دیکھتے ہوئے اس نسخہ میں کمی وبیشی کرے تو یہ ڈاکٹر کی قابلیت اور نسخہ مکمل ہونے کی دلیل ہے نہ کہ تحریف نسخہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ خود بھیجنے والے نے حالات کے موافق احکام بھیجے ہیں۔

(ج) قرآن کے فضائل وفوائد:

انسان میں کیا طاقت ہے جو کلام خداوندی کے فضائل اور اس کے فوائد کو پورے طور پر بیان کر سکے، کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے نمایاں ہوتی ہے۔ ایک بات فقیر بے نوا کے منہ سے نکلتی ہے اس کی طرف کوئی دھیان بھی نہیں دیتا، ایک بات کسی سلطان یا حکیم کے منہ سے نکلتی ہے تو اس کو دنیا سے شائع کیا جاتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں میں اس کی اشاعت ہوتی ہے۔ غرضیکہ کلام کی عظمت کا پتہ کلام والے کی عظمت سے لگتا ہے۔ اس قاعدہ کی بنا پر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم ایسا معظم کلام ہے کہ اس کی مثل کوئی کلام نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ خالق کا کلام ہے اور بے مثل ہے۔ یہ مثل مشہور ہے: کلام الملك ملك الكلام یعنی بادشاہ کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ آج لوگوں نے اپنی بے علمی کی وجہ سے قرآن کریم کے فیوض وبرکات کو محدود سمجھ رکھا ہے، بعض لوگوں نے تو اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ

قرآن کریم فقط اس لیے آیا ہے کہ بیماری کے وقت بیمار پر پڑھ کر دم کرلو اور گھر میں برکت کے واسطے رکھ لو، جب کوئی مرنے لگے تو سورہ یٰسین شریف پڑھ کر دم کرلو اور بعد موت اس کو پڑھ کر ایصال ثواب کرلو۔

قرآن کریم کے فوائد کا احاطہ کسی زبان، کسی کا قلم، کسی کا دل اور دماغ ہرگز ہرگز نہیں کرسکتا، بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ عالم کی تمام روحانی، جسمانی، ظاہری اور باطنی ضرورتوں کو پورا فرمانے والا ہے۔ اگر ہم حدیث وفقہ کی روشنی میں قرآن کریم کے صحیح معنوں میں عامل بن جائیں تو ہم کو کبھی بھی کسی حاجت میں کسی قسم کی امداد نہ لینی پڑے۔ ہم اس کی دو طرح گفتگو کرتے ہیں: ایک عقلی، نقلی مسلمانوں کے لیے نقلی دلائل کے ہوتے ہوئے عقلی کی کوئی ضرورت نہیں لیکن زمانہ موجودہ میں روشنی کے دلدادوں کا اعتماد اپنی لولی لنگڑی عقل پر زیادہ ہے یعنی گلاب کی خوشبو کے مقابلہ میں گینڈے کی بدبو سے زیادہ مانوس ہو چکے ہیں۔ اس لیے اولاً ہم ان کی تواضع کے لیے عقلی فوائد بیان کررہے ہیں: سخی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو فقیر کو بلا کر عطا کریں، دوسرے وہ جو فقیر کو گھر آ کر دیں۔ کنواں بلا کر دیتا ہے اور دریا آ کر دیتا ہے۔ سمندر بادل بنا کر عالم پر پانی دیتا ہے۔ کعبہ معظمہ بھی سخی ہے اور قرآن کریم بھی مگر فرق یہ ہے کہ کعبہ معظمہ کے پاس بھکاری جائیں اور جا کر فیض حاصل کریں جبکہ قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ مشرق ومغرب میں گھر گھر پہنچا اور اپنا فیض جا کر دیا اور لوگ جو بالکل ان پڑھ تھے ان کے لیے علماء مثل بادل بنا بنا کر اپنی رحمتوں کی بارش برسادی۔

(د) قرآن کریم کی حفاظت پر مضمون

قرآن کریم سے پہلے کئی کتابیں تھیں مثلاً تورات، انجیل اور زبور وغیرہ ایک خاص مدت تک اور خاص خاص اقوام کے لیے دنیا میں بھیجی گئیں، اس لیے ان کی حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ نے خود نہ لیا، جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ان انبیاء علیہم السلام کے وصال کے بعد وہ کتب قریب قریب ختم ہوگئیں، لیکن قرآن کریم تمام جہان کے لیے آیا اور ہمیشہ کے لیے آیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ (الحجر:۹) ”ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اس کتاب کی حفاظت اس طرح ہوئی کہ کوئی شخص اس میں زبر، زیر کا فرق نہ کرسکا، اس کی حفاظت کا ذریعہ ہوا کہ قرآن فقط کاغذ تک محدود نہ رہا، بلکہ مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ صحابہ کرام کے زمانہ کی حالت تو ہم سنی سنائی بیان کرسکتے ہیں، مگر اس زمانہ میں تو مشاہدہ ہورہا ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی کسی مجمع کے سامنے کوئی تلاوت کرنے والا ایک زیر، یا زبر کی بھی غلطی کرتا ہے، تو ہر چہار طرف سے صدائے احتجاج بلند ہوجاتی ہے کہ آپ نے کلام الٰہی غلط پڑھا ہے۔ اس وقت تو ہر علاقہ بلکہ ہر محلہ میں بلکہ تقریباً ہر دوسرے گھر حافظ قرآن موجود ہے۔

اس کی مثال یوں بھی بیان کی جاسکتی ہے کہ جب بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے، تو چونکہ اسے ابھی کتاب سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہوتی، لہٰذا اس کے استاد چھوٹے چھوٹے قاعدے اور کتابیں، اسے استاد خرید کر دیتے ہیں، وہ بچہ کتابیں پڑھتا بھی جاتا ہے اور ضائع بھی کرتا ہے۔ جب بچہ قدرے ہوش سنبھالتا ہے، تو اب وہ بچہ کتابیں پھاڑتا نہیں لیکن ان پر لکھ لکھ کر خراب کرتا ہے۔ پھر جب وہ مزید سمجھدار ہو جاتا ہے اور اب وہ کتاب کی قدر و قیمت پہچانتا ہے، تو اب وہ کتاب کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ اس طرح دنیا سب سے پہلے خدائی کتابوں کو سنبھال کر نہ رکھ سکی، تو انہوں نے انہیں برباد کر دیا۔ پھر انہوں نے تورات، زبور اور انجیل میں بھی تبدیلی کر کے اسے غلط ملط بنا دیا۔ آخر میں قرآن کریم لایا گیا، لوگوں (امت محمدیہ) نے اس کو پہچانا، اس کی قدر و قیمت کو معلوم کیا، اس کی ضرورت و اہمیت کو جانا اور اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا۔ اس سلسلہ میں لاتعداد مدارس قائم ہوئے، جن میں خواتین و حضرات اپنے سینوں کو انوار قرآن کی روشنی سے منور کرتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (الف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

حصہ اول......حدیث شریف

سوال نمبر 1:-عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا ۔

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث میں ذکر کردہ نفاق کی چاروں خصلتیں بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب)أتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن شبۃ متقاربون فأقمنا عندہ عشرین لیلۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیما رفیقا فظن أنا قد اشتقنا أھلنا فسألنا عمن ترکنا من أھلنا فأخبرنا ۔

ترجمہ کرکے وہ احکام بیان کریں جن کی حضور نے انہیں تلقین فرمائی؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سوال نمبر 2:-عن أنس أن رسول اللہ کان یتنفس فی الشراب ثلاثا ۔

عن أبی قتادۃ أن النبی نھی أن یتنفس فی الإناء

(الف) ہر دو حدیث کا ترجمہ کرکے تطبیق دیں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) آداب طعام پر احادیثِ ریاض الصالحین کی روشنی میں مضمون لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:-عن معاذ بن انس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ترک اللباس تواضعا للہ وھو یقدر علیہ دعاہ اللہ یوم القیامۃ علی رؤوس الخلائق حتی یخیرہ من ای حلل الایمان شاء یلبسھا ۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب)عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار ۔

حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں نیز وعید مذکور کی وجہ تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 4:-تدوین حدیث پر نوٹ لکھیں؟۱۵

سوال نمبر 5:-درج ذیل اصطلاحات میں سے تین کی تعریف کریں؟۵+۵+۵=۱۵
معلق، متصل، مدرج، حسن لذاتہ

سوال نمبر 6:-کتب حدیث کی اقسام میں سے کوئی سی تین اقسام کی وضاحت کریں؟۵+۵+۵=۱۵

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اول......حدیث شریف

سوال نمبر 1:-عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها .

(الف) ترجمہ کریں اور حدیث میں ذکر کردہ نفاق کی چاروں خصلتیں بیان کریں؟

(ب)أتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن شببة متقاربون فأقمنا عنده عشرين ليلة و كان رسول الله صلى الله عليه وسلم رحيما رفيقا فظن أنا قد اشتقنا أهلنا فسألنا عمن تركنا من أهلنا فأخبرنا .

ترجمہ کرکے وہ احکام بیان کریں جن کی حضور نے انہیں تلقین فرمائی؟

جواب: (الف) حدیث کا ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہوتی ہے جب تک کہ اس خصلت کو وہ ترک نہ کرے۔

نفاق کی چار خصلتیں:

کسی شخص میں نفاق کی خصلتیں یہ ہیں:

1-جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔

2-جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

3-جب عہد کرے تو اس کو توڑ دے۔

4-جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

(ب) حدیث کا ترجمہ:

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اور ہم نوجوان ہم عمر تھے۔ پس ہم نے وہاں بیس دن قیام کیا۔ رسول اللہ بڑے رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ پس انہوں نے خیال کیا کہ ہمیں اپنے گھر سے دوری مشقت میں ڈال رہی ہے۔ آپ نے ہم سے پوچھا: کیا چھوڑا تم نے گھر والوں کے لیے؟ پس ہم نے بتایا۔

تلقین کردہ احکامات:

آپ نے ان لوگوں کو تین احکام کی تلقین فرمائی:

۱-نماز ادا کریں جب اس کا وقت ہو جائے۔

۲-نماز کے وقت کا اعلان کرنے کے لیے کوئی شخص اذان دے۔

۳-جو سب سے عمر رسیدہ ہو وہ تمہاری امامت کروائے۔

سوال نمبر2:-عن أنس أن رسول الله كان يتنفس فى الشراب ثلاثا۔

عن أبى قتادة أن النبى نهى أن يتنفس فى الإناء .

(الف) ہر دو حدیث کا ترجمہ کر کے تطبیق دیں؟

(ب) آداب طعام پر احادیثِ ریاض الصالحین کی روشنی میں مضمون لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ احادیث مبارکہ:

۱-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پانی) پیتے ہوئے سانس لیا کرتے تھے تین مرتبہ۔

۲-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ برتن میں سانس لیا جائے۔

احادیث میں تطبیق:

پہلی روایت کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیتے وقت برتن کو منہ مبارک سے الگ کر کے تین سانس لیا کرتے تھے۔ دوسری روایت میں برتن میں سانس لینے کی ممانعت ہے۔ اس طرح دونوں روایات میں تطبیق ثابت ہو جاتی ہے۔

برتن میں سانس لینا طبعی و طبی نقطہ نظر سے بھی منع ہے، کیونکہ سانس لیتے وقت منہ کا پانی میں تھوک شامل ہو جاتا ہے اور تھوک کے ذریعے جراثیم اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر اسے نوش کرنے سے جراثیم پیٹ میں داخل ہو جاتے ہیں، جو انسان کے لیے مرض کا باعث بنتے ہیں۔

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سانس لیتے تو برتن کو منہ سے ہٹا لیتے تھے۔

(ب) آداب طعام:

(۱) کھانے کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔

(۲) آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا۔

(۳) دائیں ہاتھ سے کھانا۔

(۴) اپنے سامنے سے کھانا۔

(۵) کھانے سے نقص نہ نکالنا۔

(۶) ہر لقمہ پر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔

(۷) کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا۔

(۸) کھانے کے شروع میں پانی پینا۔

(۹) گرنے والے لقمہ کو اٹھا کر کھا لینا۔

(۱۰) ٹیک لگا کر نہ کھانا۔

(۱۱) برتن کو اچھی طرح صاف کرنا۔

(۱۲) درمیان سے کھانا نہ کھانا۔

(۱۳) کھانے کے آخر میں پانی نہ پینا وغیرہ۔

سوال نمبر 3:۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰہِ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلَیْہِ دَعَاہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰی یُخَیِّرَہٗ مِنْ اَیِّ حَلَلِ الْاِیْمَانِ شَاءَ یَلْبَسُھَا۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاَزَارِ فَفِی النَّارِ ۔
حرکات وسکنات لگائیں اور ترجمہ کریں نیز وعید مذکور کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

حدیث کا ترجمہ: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کی وجہ سے چھوڑ دے (قیمتی) لباس' حالانکہ وہ اسے پہن سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے یوم قیامت سب لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ وہ پہن سکتا ہے جو حلہ چاہے۔

(ب) حرکات وسکنات: حرکات وسکنات اوپر لگا دی گئی ہیں۔

حدیث کا ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو گا وہ جہنم میں ہوگا۔

مذکورہ وعید کی وجہ: زمانہ جہالت میں لوگ غرور وتکبر کی وجہ سے اپنے تہبند کو نیچے لٹکاتے تھے، تا کہ لوگوں میں اپنی دھاک بٹھا سکیں۔ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہو گا، وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔

حصہ دوم ..... اصول حدیث

سوال نمبر 4:- تدوین حدیث پر نوٹ لکھیں؟

جواب: تدوین حدیث پر نوٹ:

عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے، اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں، لیکن ان کا یہ قول سخت مغالطہ آفرینی پر مبنی ہے، کیونکہ احادیث رسول کی حفاظت اور کتابت کے سلسلہ میں عہد رسالت سے لے کر تبع تابعین تک پورے تسلسل اور تواتر سے کام ہوتا رہا اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ میں کسی بھی وقت اس کام میں کا انقطاع نہیں ہوا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ امام بخاری اپنی ''صحیح'' میں روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبہ دیا۔ یمن کے ایک شخص (ابو شاہ) نے آ کر عرض کیا: ''اکتب لی یارسول اللّٰہ'' یہ خطبہ مجھے لکھ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا: ''اکتبوا لابی فلان'' اس شخص کو یہ خطبہ لکھ دو۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو احادیث لکھنے کی عام اجازت تھی۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث لکھنے کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں:

"مامن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الاما کان من عبداللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب۔"

مذکورہ بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ رسالت سے لے کر تبع تابعین تک ہر دور میں احادیث کو قلم بند کیا جاتا رہا اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک ہر طرح سے حدیث کی حفاظت کی جاتی رہی۔ نیز ہر دور میں لوگوں نے اپنے زمانہ کے مخصوص تقاضوں اور تصنیف و تالیف کے رجحانات کو سامنے رکھ کر احادیث کی تدوین کی۔

سوال نمبر 5:- درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟
۱- معلق، ۲- متصل، ۳- مدرج، ۴- حسن لذاتہ

جواب: اصطلاحات کی تعریف:

معلق: وہ حدیث جس کی سند کے ابتداء سے راویوں کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا۔

متصل: وہ حدیث جس کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

مدرج: وہ حدیث جس کے متن میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

حسن لذاتہ: وہ حدیث جس میں کمال ضبط کے علاوہ صحیح لذاتہ کی تمام صفات پائی جائیں اور یہ کمی تعدد طرق سے بھی پوری نہ ہو۔

سوال نمبر 6:- کتب حدیث کی اقسام میں سے کوئی سی تین اقسام کی وضاحت کریں؟

اقسام کتب حدیث:

صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ جمع کرنے کا التزام کیا ہو مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث جمع کی جائیں: سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط اور مناقب وغیرہ۔

سنن: جس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب سے احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ وغیرہ۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوالات حل کریں۔

حصہ اول.....فقہ

سوال نمبر ۱: وسنن الطهارة غسل اليدين ثلاثا قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضئ من نومه وتسمية الله تعالٰى فى ابتداء الوضوء والسواك والمضمضة والاستنشاق ومسح الاذنين وتخليل اللحية والاصابع وتكرار الغسل الى الثلث.

(الف) عبارتِ مذکورہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) وضو کے فرائض تحریر کرتے ہوئے مسح کی فرضی مقدار کے متعلق حدیث شریف لکھ کر ترجمہ کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:-أقل الحيض ثلثة أيام ولياليها ومانقص من ذلك فليس بحيض وهو استحاضة وأكثره عشرة أيام.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز حیض کی حالت میں عورت پر ممنوعہ پانچ امور تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) حیض، استحاضہ اور نفاس کی تعریف کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:-يجب على المصلى أن يقدم الطهارة من الأحداث والأنجاس على ماقدمناه ويستر عورته.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مرد وعورت کے لیے بدن کا جو حصہ چھپانا فرض ہے تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) نماز کے اوقات مکروہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- (الف) اصول شریعت وفقہ کی تعداد اور نام لکھیں نیز ان کی وجہ حصر تحریر کریں؟
۱۵=۸+۷

(ب) کتاب اللہ کی تعریف کریں؟۵

سوال نمبر 5:-(الف) وحی جلی اور خفی کے درمیان فرق کو بیان کریں؟۱۰

(ب) خاص اور عام کی تعریف لکھیں؟۱۰=۵+۵

سوال نمبر 6:- (الف) خاص کا حکم بمع مثال لکھیں نیز خاص کی چار اقسام کے نام تحریر کریں؟
۱۰=۵+۵

(ب) امر اور التم اس کی تعریف بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟۱۰=۵+۵

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اول......فقہ

سوال نمبر 1:-وَسُنَنُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ الْيَدَيْنِ ثَلَاثًا قَبْلَ إِدْخَالِهِمَا الْإِنَاءَ إِذَا اسْتَيْقَظَ الْمُتَوَضِّئُ مِنْ نَوْمِهِ وَتَسْمِيَةُ اللهِ تَعَالَى فِي ابْتِدَاءِ الْوُضُوْءِ وَالسِّوَاكُ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَمَسْحُ الْأُذُنَيْنِ وَتَخْلِيْلُ اللِّحْيَةِ وَالْأَصَابِعِ وَتَكْرَارُ الْغُسْلِ إِلَى الثَّلٰثِ

(الف) عبارتِ مذکورہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) وضو کے فرائض تحریر کرتے ہوئے مسح کی فرض مقدار کے متعلق حدیث شریف لکھ کر ترجمہ کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ عبارت: جب کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو، برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھونا مسنون ہے۔ وضوء کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا، مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، دونوں کانوں کا مسح کرنا، داڑھی کا خلال کرنا، انگلیوں کا خلال کرنا اور (ہر عضو کو) تین بار دھونا بھی مسنون ہے۔

(ب) وضو کے فرائض:

وضو کے چار فرائض ہیں:

1- چہرے کا دھونا، 2- دونوں ہاتھوں کا دھونا، 3- دونوں پاؤں کا دھونا، 4- سر کا مسح کرنا

مسح کی فرض مقدار سے متعلق حدیث شریف و ترجمہ:

حدیث: عن المغيرة بن شعبة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم اتى سباطة قوم فبال وتوضأ ومسح على ناصيته وخفيه .

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم روڑی کے پاس تشریف لائے پس آپ نے وضو توڑا اور وضو کیا اور اپنی پیشانی اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

☆ مسح کی فرض مقدار تین چوتھائی سر ہے۔

سوال نمبر ۲: أقل الحيض ثلثة أيام ولياليها ومانقص من ذلك فليس بحيض وهو استحاضة وأكثره عشرة أيام .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز حیض کی حالت میں عورت پر ممنوعہ پانچ امور تحریر کریں؟

(ب) حیض، استحاضہ اور نفاس کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین رات ہے۔ اس سے کم خون بیماری کا ہے۔ اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔

حالت حیض میں ممنوعہ امور:

(۱) نماز ادا کرنا، (۲) روزہ رکھنا، (۳) تلاوت قرآن کرنا، (۴) قرآن کریم کو بلا غلاف چھونا، (۵) مسجد میں داخل ہونا، (٦) بیت اللہ کا طواف کرنا، (۷) جماع کرنا، (۸) ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک عورت کے جسم سے لطف اندوز ہونا۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

حیض: حیض وہ خون ہے جو بالغہ عورت کو ہر ماہ مخصوص مقام سے آتا ہے۔

استحاضہ: استحاضہ سے مراد بیماری کا خون ہے، اس کی قلت و کثرت کی کوئی مدت نہیں ہے۔ جو خون تین ایام سے کم آکر ختم ہو جائے یا دس ایام حیض کے بعد آئے، وہ استحاضہ کا ہے۔ ان ایام میں نماز اور روزوں کی ادائیگی حسب معمول عورت پر بروقت لازم و فرض ہوگی۔

نفاس: نفاس وہ خون ہے جو بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کو مخصوص مقام سے آتا ہے۔

سوال نمبر3:-یجب علی المصلی أن یقدم الطھارۃ من الأحداث والأنجاس علی ماقدمناہ ویستر عورتہ .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں نیز مرد و عورت کے لیے بدن کا جو حصہ چھپانا فرض ہے تحریر کریں؟

(ب) نماز کے اوقات مکروہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: واجب ہے نمازی پر کہ وہ پہلے ناپاکیوں اور نجاستوں کو طہارت سے دور کرے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور اپنے مخصوص ستر کو چھپائے۔

بدن کا جو حصہ چھپانا فرض ہے:

مرد کے لیے: ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے تک۔ یہی حکم کنیز کے لیے ہے۔

عورت کے لیے: مکمل بدن سوائے چہرہ، دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے۔

(ب) نماز کے مکروہ اوقات:

☆ سورج کے نکلتے، ڈوبتے اور زوال کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔

☆ لیکن اگر اس دن نماز عصر نہیں پڑھی تو سورج ڈوبتے وقت پڑھ لے مگر اتنی تاخیر سخت گناہ ہے۔

حصہ دوم.....اصول فقہ

سوال نمبر4:-(الف) اصول شریعت و فقہ کی تعداد اور نام نیز ان کی وجہ حصر تحریر کریں؟

(ب) کتاب اللہ کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) اصول فقہ کی تعداد، نام اور وجہ حصر:

تعداد: اصول فقہ کی کل تعداد چار ہے:

نام: (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول، (۳) اجماع امت، (۴) قیاس۔

وجہ حصر: جس دلیل سے مسئلہ ثابت کیا جا رہا ہے، وہ وحی ہوگا یا غیر وحی، اگر وحی ہے، تو وہ وحی جلی ہے، یا وحی خفی، اگر وحی جلی ہے تو کتاب اللہ اور وحی خفی ہے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر وہ دلیل غیر وحی ہے تو تمام کا اس پر اتفاق ہے، تو اجماع ورنہ قیاس۔

(ب) کتاب اللہ کی تعریف:

وہ مقدس الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے گئے، ہم تک نقل متواتر کے ساتھ پہنچے اور اس کی تلاوت بطور عبادت کی جاتی ہے۔

اس بات پر تمام کا اتفاق ہے کہ قرآن نہ تو فقط معانی کا نام ہے اور نہ الفاظ کا بلکہ دونوں کے مجموعے کا نام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر واضح فرمایا ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 5:-(الف) وحی جلی اور خفی کے درمیان فرق کو بیان کریں؟

(ب) خاص اور عام کی تعریف لکھیں؟

جواب: (الف) وحی جلی و خفی میں فرق:

نمبر شمار	وحی جلی	وحی خفی
-1	اسے بے وضو ہاتھ لگانا حرام ہے۔	اسے بے وضو چھو سکتے ہیں۔
-2	اس کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔	اس کو یہ مقام حاصل نہیں۔
-3	نماز میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔	نماز میں اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔
-4	یہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید ہے۔	یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(ب) خاص: جس لفظ کی وضع معین چیز کے لیے ہو جیسے قرآن، علم۔

عام: جس لفظ کی وضع غیر معین چیز کے مجموعے کے لیے ہو جیسے رِجَالٌ۔

سوال نمبر 6:-(الف) خاص کا حکم بمع مثال لکھیں نیز خاص کی چار اقسام کے نام تحریر کریں؟

(ب) امر اور التماس اس کی تعریف بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) خاص کا حکم:

یہ معنیٰ پر یقینی و قطعی طور پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا اس پر اعتقاد و عمل لازم و واجب ہے اور اس کا انکار کفر ہے یعنی اس کا حکم قطعی ہے۔ اگر کسی دلیل کی وجہ سے اس میں کسی دوسرے معنیٰ کا بھی احتمال ہو، تو پھر اس پر عمل واجب اور اس کا منکر فاسق ہوگا۔ مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ میں لفظ اَقِیْمُوْا خاص ہے۔

خاص کی اقسام: خاص کی چار اقسام ہیں:

(i) خاص فردی، (ii) خاص نوعی، (iii) خاص جنسی، (iv) خاص عددی۔

(ب) امر: اگر عالی کی طرف سے طلب ہو مثلاً: "اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ" ترجمہ: "تم اپنے رب کی عبادت کرو۔"

التماس: اگر مساوی کی طرف سے طلب ہو مثلاً دوست سے دوست کہے "اِشْرَبْ" (تو پانی پی)۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول...... هداية النحو

سوال نمبر 1:- (الف) هداية النحو کی روشنی میں کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی وجہ حصر لکھیں؟ ۱۵

(ب) اسم اور فعل کی تعریف مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) غیر منصرف کی تعریف اور حکم لکھ کر اسباب منع صرف گنوائیں؟ ۱۵

(ب) درج ذیل میں سے دو اسباب منع صرف کی شرائط مع امثلہ بیان کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

تانیث، عجمہ، الف نون زائدتان

سوال نمبر 3:- (الف) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ غیر معرب اور مبنی کی تعریف و مثال لکھیں؟ ۲۰=۱۲+۸

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سی تین اصطلاحات کی تعریف و مثال لکھیں؟ ۱۵

مفعول مطلق، ترخیم، کلام، مبتداء کی قسم ثانی، تابع

حصہ دوم...... شرح مائة عامل

سوال نمبر 4:- (الف) لام کے معانی مثالوں سمیت تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) استدراک کا مفہوم واضح کریں؟ ۵

سوال نمبر 5:- (الف) تمنی اور ترجی کا فرق مثالوں سے واضح کریں؟ ۸

(ب) ماولا مشابهة بليس کا فرق مثال سے بیان کریں؟ ۷

سوال نمبر 6:- کوئی سے تین جملوں کی ترکیب تحریر کریں؟ ۱۵=۵×۳

(۱) اشتريت الفرس بسرجه .

(۲) المال لزيد .

(۳) ولا تاكلوا أموالهم إلى أموالكم .

(۴) واللهِ إن زيدا قائم .

(۵) وفي للظرفية وللاستعلاء .

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

چوتھا پرچہ: نحو

حصہ اوّل...... هداية النحو

سوال نمبر 1:- (الف) هداية النحو کی روشنی میں کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی وجہ حصر لکھیں؟

(ب) اسم اور فعل کی تعریف مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) کلمہ کی اقسامِ ثلاثہ کی وجہ حصر:

دیکھیں گے کہ کلمہ اپنے معنیٰ مستقل پر دلالت کرتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو حرف ہوگا اور اگر کرتا ہے تو پھر دیکھیں گے کہ وہ تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی سے ملا ہوا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اسم ہوگا اور اگر ملا ہوا ہے تو فعل ہوگا۔

(ب) اسم کی تعریف:

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنیٰ پر خود بخود دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے: رَجُلٌ، عِلْمٌ۔

وجہ تسمیہ:

لفظ اسم سَمُوٌّ سے بنا ہے جس کا معنیٰ بلندی ہے اور یہ فعل اور حرف سے بلند ہے، کیونکہ فعل اور حرف اسم کے محتاج ہوتے ہیں جبکہ اسم ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ اس طرح کہ حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ، فعل مسند ہوتا ہے مگر مسند الیہ نہیں ہوتا جبکہ اسم مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ بھی ہوتا ہے۔

فعل کی تعریف:

وہ لفظ ہے جو خود بخود اپنا معنیٰ بتائے اور تینوں زمانوں میں سے اس میں کوئی زمانہ پایا جائے جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ۔

وجہ تسمیہ:

اس کا نام اپنے اصل کی وجہ سے ہے اس کا اصل مصدر ہے اور مصدر حقیقتاً کسی فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

سوال نمبر 2:-(الف) غیر منصرف کی تعریف اور حکم لکھ کر اسباب منع صرف گنوائیں؟

(ب) درج ذیل میں سے دو اسباب منع صرف کی شرائط مع امثلہ بیان کریں؟

تانیث، عجمہ، الف نون زائدتان

جواب: (الف) غیر منصرف: وہ اسم ہے، جس میں اسباب منع صرف میں سے دو پائے جائیں یا ایک پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جیسے اَحْمَدُ۔

غیر منصرف کا حکم: اس پر جر ہمیشہ فتحہ کے ساتھ آتا ہے اور کسرہ اور تنوین نہیں آتی۔

اسباب منع صرف

اسباب منع صرف نو ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع، (۷) ترکیب، (۸) الف نون زائدتان، (۹) وزن فعل۔

(ب) شرائط تانیث:

تانیث بالتاء کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے طَلْحَۃُ۔ تانیث معنوی کی بھی یہی شرط ہے فرق صرف یہ ہے کہ تانیث بالتاء وجوبی جبکہ تانیث معنوی جوازی طور پر غیر منصرف کا سبب بنتی ہے۔

شرائط عجمہ:

اس کا مطلب ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی بھی زبان میں علم ہو، اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں: (۱) عجمی زبان میں علم ہو۔ (۲) ثلاثی ہو تو متحرک الاوسط ہو جیسے: شَتَرَ یا زائد الثلاثی ہو جیسے: اِبْرَاهِیْمُ۔

شرائط الف ونون زائدتان:

الف ونون زائدتان: اگر الف ونون زائدتان اسم میں ہوں تو اس کے لیے شرط ہے کہ علم ہو جیسے: عِمْرَانُ وَ عُثْمَانُ۔ اگر وصف میں ہوں تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث فُعْلَانَۃٌ کے وزن پر نہ

ہو، چنانچہ سُكْرَانٌ غیر منصرف ہے، کیونکہ اس کی مؤنث فُعْلَانَةٌ کے وزن پر سُكْرَانَةٌ نہیں آتی۔

سوال نمبر 3:۔ (الف) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز معرب اور مبنی کی تعریف و مثال لکھیں؟

(ب) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف و مثال لکھیں؟

مفعول مطلق، ترخیم، کلام، مبتداء کی قسم ثانی، تابع

جواب: (الف) مرفوعات:

مرفوعات، مرفوع کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ کلمہ ہے جو رفع کی حالت پر دلالت کرے۔ مرفوعات کی تعداد آٹھ ہے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) فاعل، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) مبتداء، (۴) خبر، (۵) خبر انَّ اور اس کے بھائیوں کی، (۶) اسم کان اور اس کے بھائیوں کا، (۷) اسم مَا وَلَا مُشَابِهٖ بِلَيْسَ، (۸) خبر لا جو نفی جنس کے لیے آتا ہے۔

اسم معرب:

اسم معرب وہ اسم ہے جو کسی دوسرے کلمہ سے مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو، اسے اسم متمکن بھی کہتے ہیں جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ میں زَيْدٌ معرب ہے، ترکیب کے بغیر زَيْدٌ معرب نہیں ہوگا۔

اسم مبنی:

وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو، پہلی صورت میں یہ اسم بالفعل اور بالقوۃ معرب ہوتا ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

مفعول مطلق: وہ مفعول ہے جو اپنے ماقبل فعل کا ہم معنیٰ ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

ترخیم: منادیٰ کے آخر سے ایک یا دو حروف کو تخفیف کی وجہ سے حذف کرنا منادیٰ کہلاتا ہے جیسے يَا مَالِكُ سے يَا مَالِ۔

کلام: وہ ہے جو دو کلمات سے مل کر بنے جس میں اسناد موجود ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ۔

مبتداء کی قسم ثانی: مبتداء کی قسم ثانی وہ اسم ہے جس سے پہلے ہمزہ استفہام یا ما نافیہ پائی جائے۔ اس کے بعد صیغہ صفت ہو جو رفع دے اسم ظاہر کو جیسے أَقَائِمٌ زَيْدٌ۔

تابع: دوسرا اسم معرب اس کا اعراب ایک ہی جہت سے پہلے اسم کے مطابق ہوتا ہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ

قَائِمٌ۔

حصہ دوم......شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4:۔(الف) لام کے معانی مثالوں سمیت تحریر کریں؟
(ب) استدراک کا مفہوم واضح کریں؟

جواب: (الف) لام کے معانی اور ہر معنیٰ کی مثال:

لام پانچ معانی کے لیے آتی ہے، وہ معانی مع امثلہ حسب ذیل ہیں:
۱۔اختصاص کے لیے جیسے: اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ (جل گھوڑے کے لیے ہے)
(۲) زیادت کے لیے جیسے: رَدِفَ لَكُمْ (وہ تمہارے پیچھے سوار ہوا)
(۳) تعلیل کے لیے جیسے: جِئْتُكَ لِإِكْرَامِكَ (میں تمہارے اکرام کے لیے آیا)
(۴) قسم کے لیے جیسے: لِلّٰهِ لَا يُؤَخَّرُ الْاَجَلُ (قسم بخدا! موت میں تاخیر نہیں ہوگی)

(ب) استدراک:

اس کا لغوی معنیٰ "پالینا" اور لٰکِنَّ کے لیے ثابت ہے استدراک یعنی ایسے وہم کو دور کرنا جو پیدا ہو پچھلے کلام سے پیدا ہوا ہو جیسے غَابَ زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ۔
ہوسکتا ہے کہ زید اور بکر میں گہری دوستی ہونے کی وجہ سے وہ دونوں ہر جگہ اکٹھے موجود ہوں لیکن جب غَابَ زَيْدٌ کہا، تو اس سے سننے والے کو وہم ہوا کہ بکر بھی غائب ہوگا کیونکہ دونوں ہر جگہ اکٹھے موجود ہوتے ہیں۔ وہم کو دور کرنے کے لیے مخاطب نے لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ کہا یعنی (زید غائب ہے لیکن بکر حاضر ہے)

سوال نمبر 5:۔(الف) تمنی اور ترجی کا فرق مثالوں سے واضح کریں؟
(ب) مَا وَلَا مُشَابِه بِلَيْسَ کا فرق مثال سے بیان کریں؟

جواب: (الف) تمنی وترجی میں فرق:

تمنی کو ممکنات اور ممتنعات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ جبکہ ترجی کو صرف ممکنات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعُوْدُ۔

(ب) مَا وَلَا مشابہ بلَيْسَ میں فرق:

مَا معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور یہ صرف حال کی نفی کرتا ہے۔ جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا۔ جبکہ

''لا'' صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے اور یہ مطلق نفی کے لیے آتا ہے جیسے لَا رَجُلٌ ظَرِيْفًا۔

سوال نمبر 6:- درج ذیل جملوں کی ترکیب تحریر کریں؟

(۱) اشتريت الفرس بسرجه .

(۲) المال لزيد .

(۳) ولا تاكلوا أموالهم إلى أموالكم .

(۴) والله إن زيدا قائم .

(۵) وفي للظرفية وللاستعلاء .

جواب: ترکیب:

1- اشتريت صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف اس میں تاء ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل الفرس مفعول بہ، ب حرف جار سرج مضاف ہ ضمیر مجرور متصل۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا۔ حرف جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو۔ اشتريت فعل کا فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

2- المال مبتداء ل حرف جار زیدٌ مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوا ثابتٌ مقدر کا۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوئی مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

3- و حرف عطف، لا تاكلوا صیغہ جمع مذکر حاضر فعل نہی، اموال مضاف، هم ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ، الی حرف جار، اموال مضاف، کم ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو ہوا۔ لا تاکلوا فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

4- وَ حرف جار، الله اسم جلالت مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوا فعل مقدر اقسم کا۔ ان حرف شبہ بالفعل۔ زیدًا منصوب لفظاً اسم قائم خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جواب قسم ہوا۔ قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

5- وَ عطف، فی مرادا للفظ مبتداء، لَ حرف جار، الظرفية مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف علیہ ہوا۔ وَ حرف عطف لَ حرف جار الاستعلاء مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف ہوا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف مستقر ہوا مستعملة مقدر کا۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

امتحان سالانہ الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اول کے دونوں سوال اور حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......ادب عربی

سوال نمبر ۱:-(الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جز کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(۱) جمهورية باكستان الإسلاميه فى أحدى الدول الأسوية الكبرى وتحتل مكانة استراتيجية هامة جنوب آسيا أوشبه القارة وقد انفصلت عن الهند واستقلت فى سنة ۱۹۴۷ء وقد قامت باسم الإسلام على أساس ديمقراطى بعد انتخابات.

(۲) عن أبى ايوب الأنصارى رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذى يبدأ بالسلام.

(ب) درج ذیل میں سے صرف تین اشعار کا ترجمہ کریں؟ ۱۲=۳×۴

(۱) كن إلى الموت على حب الوطن　　من يخن أوطانه يوماً يخن

(۲) وطن المرء حماه المفتدى　　يذكر المنة منه واليدا

(۳) قد عرفت الدار والأهل به　　كل حب شعبة من حبه

(۴) هو محبوبك باد محتجب　　يعرف الشوق له من يغترب

سوال نمبر 2:-(الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات لکھیں؟ ۱۵=۳×۵

(۱) من أين أصدر الأفغانى مجلته العروة الوثقى؟

(۲) كم نكتة حكاها الأديب السعودى؟

(۳) من كان مؤسس باكستان وحاكمها الأول؟

(۴) ماهى أهم...... الصناعية لباكستان؟

(ب) درج ذیل الفاظ میں سے کوئی سے دو لفظ عربی جملوں میں استعمال کریں؟ ۱۰=۲×۵

نشأ، عضو، مناصب، رحیل

حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر 3:-(الف) تصور، تصدیق کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات مثالوں کے ساتھ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 4:-(الف) علم منطق کی تعریف اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) علم، متواطی اور مشکک کی تعریف کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5:-(الف) مشترک، منقول، حقیقت اور مجاز کی مثالوں کے ساتھ تعریف لکھیں؟ ۲۰

(ب) مرکب تام سے کیا مراد ہے؟ ۵

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

حصہ اوّل...... ادب عربی

سوال نمبر 1:-(الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) جمهورية باكستان الإسلاميه فی أحدى الدول الأسوية الكبرى تحتل مكانة استراتيجية هامة جنوب اسيا أوشبه القارة وقد انفصلت عن الهند واستقلت فی سنة ۱۹۴۷ء وقد قامت باسم الإسلام علی أساس ديمقراطی بعد انتخابات .

(۲) عن أبی ايوب الأنصاری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لايحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذی يبدأ بالسلام .

جواب: (الف) اُردو ترجمہ عربی عبارات:

1- اسلامی جمہوریہ پاکستان ایشیاء کے بڑے بڑے ملکوں میں سے ایک ہے اور جنوبی ایشیاء دفاعی نقطہ نظر سے برصغیر میں اہم محل وقوع رکھتا ہے۔ یہ ہندوستان سے علیحدہ ہوا اور 1947ء میں قائم ہوا۔ یہ

انتخابات کے بعد اسلام کے نام پر قائم ہوا۔

2-حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جائز نہیں کسی آدمی کے لیے کہ وہ چھوڑے اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ ان دونوں کی ملاقات ہو تو ایک ادھر منہ کرلے اور دوسرا اُدھر۔ ان میں اچھا وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے۔

(ب) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

(۱) كـن إلى الموت على حب الوطن — مـن يـخـن أوطـانـه يـومـا يخن

(۲) وطـن الـمـرء حـمـاه الـمـفتدى — يـذكـر الـمـنـة مـنـه واليـدا

(۳) قـد عـرفـت الـدار والأهـل بـه — كـل حـب شـعـبة مـن حبه

(۴) هـو مـحـبوبك بـاد مـحـتـجـب — يـعـرف الشـوق لـه مـن يغترب

اشعار کا ترجمہ

1-(اے بہادر انسان!) تم مرتے دم تک وطن کی محبت پر قائم رہنا، جو آدمی (اپنے) وطن سے خیانت کرتا ہے، ایک دن اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

2-انسان کا وطن ایک ایسی چراگاہ ہے، جس کی حفاظت کے لیے قربانی دی جاتی ہے اور وہ اس وطن کے احسان اور مدد کو یاد رکھتا ہے۔

3-(اے میرے پیارے وطن!) تو نے اس میں رہنے والوں کو جان پہچان لیا ہے۔ (دراصل بات یہ ہے) کہ ہر محبت اس (وطن عزیز) کی محبت کا ہی ایک حصہ ہے۔

4-وہ اعلانیہ و پوشیدہ تیرا محبوب ہے۔ پردیسی اپنے وطن کی محبت اور شوق کو پہچان لیتا ہے۔

سوال نمبر 2:-(الف) درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات لکھیں؟

(۱) من أين أصدر الأفغاني مجلته العروة الوثقى؟

(۲) كم نكتة حكاها الأديب السعودى؟

(۳) من كان مؤسس باكستان وحاكمها الأول؟

(۴) ماهي أهم...... الصناعية لباكستان؟

(ب) درج ذیل الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟

نشأ، عضو، مناصب، رحيل

جواب: (الف) عربی میں جوابات:

۱- اصدر الافغاني مجلته "العروة الوثقى" من باريس.

۲- حکی الادیب السعودی نکتین ۔

۳- القائد اعظم محمد علی جناح ۔

۴- من منتوجاتها الصناعية الاقمشة القطنية والسلكية والاحذية الجلدية والادوات الرياضية والجراحية ۔

(ب) عربی جملوں میں استعمال:

نشأ: السیّد جمال الدین نشاء فی افغانستان ۔

عضو: الراس عضو الانسان ۔

مناصب: احتل عبدالقدیر المناصب الجلیلة ۔

رحیل: ماقابل زید شیئا عند وقت رحیلة ۔

حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر3:-(الف) تصور تصدیق کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(ب) اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات مثالوں کے ساتھ لکھیں؟

جواب:(الف) تصور: وہ علم جو بغیر حکم کے ہو جیسے مثال: زَیْدٌ۔

تصدیق: وہ علم ہے جو حکم کے ساتھ ہو جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ۔

(ب) اسم: وہ لفظ مفرد ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرتا ہو اور اپنی ہیئت کے ساتھ کسی زمانہ (ماضی، حال، مستقبل) پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے زَیْدٌ۔

کلمہ: وہ لفظ مفرد ہے جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرے اور تین زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کسی زمانہ پر دلالت کرتا ہو جیسے ضَرَبَ۔

اداۃ: وہ لفظ مفرد جو مستقل معنیٰ پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے مِنْ۔

سوال نمبر4:-(الف) علم منطق کی تعریف اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) علم، متواطی اور مشکک کی تعریف کریں؟

جواب:(الف) علم منطق: ایسا قانونی آلہ ہے جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جاتا ہے۔

علم منطق کی وجہ تسمیہ: منطق ”نطق“ سے مشتق ہے، نطق کی دو قسمیں ہیں: نطق ظاہری و نطق باطنی۔ چونکہ یہ علم ان دونوں میں تقویت دیتا ہے اس لیے اسے علم منطق کہتے ہیں۔

(ب)(۱) علم: وہ لفظ مفرد جس کا معنی ایک ہو اور معین و مشخص ہو جیسے زید، عمر، بکر۔

(۲) متواطی: وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنی معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق آتا ہو جیسے انسان کہ زید، عمر اور بکر وغیرہ پر برابر برابر صادق آتا ہے۔

(۳) مشکک: وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنی معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق نہ آتا ہو بلکہ اس کا صدق بعض پر اولیٰ، بعض پر غیر اولیٰ، بعض پر اشد بعض پر اضعف ہو جیسے سواد و بیاض۔

سوال نمبر 5:-(الف) مشترک، منقول، حقیقت اور مجاز کی مثالوں کے ساتھ تعریف لکھیں؟

(ب) مرکب تام سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) مشترک: وہ لفظ مفرد کثیر المعنیٰ جس کی وضع ابتداء تمام معانی کے لیے ہو جیسے لفظ عین جو آنکھ، چشمہ، سونا، گھٹنا وغیرہ کے معانی میں ہے۔

منقول: وہ لفظ مفرد کثیر المعنیٰ جس کی وضع ابتداً تمام معانی کے لیے ہو پھر پہلے معنی کو چھوڑ کر دوسرے معنیٰ میں استعمال ہونے لگے جیسے دَابَّۃٌ۔

حقیقت: وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنیٰ موضوع لَہٗ میں استعمال ہوتا ہو جیسے اَسَدٌ (حیوان مفترس)

مجاز: وہ لفظ مفرد ہے جو معنیٰ غیر موضوع لَہٗ میں استعمال ہو جیسے اَسَدٌ سے رَجُلٌ شُجَاعٌ (شجاع و بہادری کے لیے)

(ب) مرکب تام:

وہ مرکب جس پر سکوت صحیح ہو جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

☆☆☆

امتحان سالانہ الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۳ھ/2022ء

چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......سیرت

سوال نمبر 1:- (الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) ہجرت نبوی کا واقعہ مختصر لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 2:- (الف) مسجد نبوی کی تعمیر کس طرح ہوئی؟ سپرد قلم کریں؟ ۱۵

(ب) جنگ بدر کے حوالے سے مختصر نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:- (الف) وحی کی ابتداء کہاں اور کیسے ہوئی؟ ۱۵

(ب) اسلام سے پہلے عرب کے حالات کیا تھے؟ ۱۵

حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4:- (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق کی وجوہات تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے کس طرح مال خرچ کیا؟ تفصیلاً وضاحت کریں؟

۱۰

سوال نمبر 5:- (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق کس طرح رکھا گیا؟ ۱۰

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کس طرح کی؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حیاء کے حوالے سے ایک حدیث تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا کیا حکم دیا گیا؟ تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

حصہ اول......سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات تحریر کریں؟

(ب) ہجرت نبوی کا واقعہ مختصر لکھیں؟

جواب: (الف) وقت ولادت رونما ہونے والے واقعات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ کی ولادت دنیا پر رحمت ہے۔ ان کے نور سے حرم شریف کی زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آئے۔ شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے۔ اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی۔ اس طرح وحی وغیر وحی میں غلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا۔ شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خاندان اسلام کے قبضہ میں آ جائے گا۔ فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی۔

(ب) ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مہاجرین مکہ کو اپنی حمایت و پناہ میں لے لیا ہے تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں اور اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں۔ تمام قبائل قریش کے سردار پسران حجاج، اُمیہ اور خلف دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازے پر آ موجود ہوا، انہوں نے پوچھا: کون ہو تم؟ بولا: میں نجدیوں میں سے ایک شیخ ہوا، میں نے سن

لیا ہے کہ تم کس امر کے لیے جمع ہوئے ہو، اس لیے میں آ گیا تا کہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے سے دریغ نہ ہوگا۔ وہ بولے بہت اچھا آ ئیے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک دشمن بولا: اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو، کھانے پینے کے لیے کچھ نہ دو، خود ہلاک ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں ہے، اگر قید کی خبر اس کے اصحاب کو پہنچ جائے گی، وہ حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا: اسے جلاوطن کر دو، جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے بھی اچھی نہیں، تمہیں نہیں معلوم کہ اس کا کلام کتنا دلفریب اور شیریں ہے کہ وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے گا، اسے اپنے کلام سے تابع کر کے تم پر حملہ کرے گا۔ ابو جہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو بھی نہیں سوجھی، انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ وہ بولا یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر جوان کے ہاتھ میں ایک تیز تلوار دے دیں، پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح جرم خون تمام قبائل پر ہوگا، اس طرح وہ تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتے، وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انہیں آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔ یہ سن کر نجدی بولا کہ یہی ٹھیک ہے، اس کے علاوہ کوئی رائے نہیں ہے۔ سب نے اسے مان لیا اور مجلس برخاست ہوئی۔ قرآن مجید میں اسی قصے کی طرف اشارہ ہے۔

ترجمہ: ”اور جس وقت کافر تیرے حق میں مشورہ کرتے ہیں کہ تجھ کو قید رکھیں یا جلاوطن کر دیں یا تجھ کو مار ڈالیں اور وہ بدسگالی کرتے ہیں اور اللہ تدبیر کرتا تھا اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔“

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے نکلے اور کسی کو دکھائی نہ دیئے۔ صبح کسی مخبر نے اطلاع دی کہ رسول اللہ تو تمہارے سروں میں خاک ڈال کر چلے گئے ہیں، جب کفار نے سروں پر ہاتھ پھیرا تو سب کے سروں میں خاک تھی۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور فرمایا: صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آ جانا۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلے غار ثور میں تین دن قیام فرمایا۔ پھر وہاں سے قباء چلے گئے۔ وہاں پندرہ دن قیام فرما کر ایک مسجد تعمیر کی، جو اسلام کی پہلی مسجد تھی، جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔

سوال نمبر 2:-(الف) مسجد نبوی کی تعمیر کس طرح ہوئی؟ سپرد قلم کریں؟

(ب) جنگ بدر کے حوالے سے مختصر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) مسجد نبوی کی تعمیر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ جہاں بیٹھا تھا۔ وہ جگہ دو نجاری یتیموں (سہیل وسہل) کی تھی۔ جن

کے ولی حضرت اسعد بن زرارہ نجاری خزرجی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ اس زمین میں کھجوریں خشک کرنے کے لیے پھیلا دیا کرتے تھے۔ اس کے ایک حصہ میں حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے ایک مختصر جگہ بنائی ہوئی تھی، جس پر چھت نہ تھی۔ یہاں وہ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ باقی زمین میں کھجور کے درخت اور مشرکوں کی قبریں اور گڑھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں مسجد جامع بنانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان یتیم بچوں کو بلا بھیجا اور ان سے قیمت پر زمین طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم بلا قیمت آپ کی نذر کرتے ہیں۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور قیمت دے کر خرید لی۔ تعمیر کا کام شروع ہوگیا۔ قبریں اکھڑوا کر ہڈیاں کسی دوسری جگہ دبا دی گئیں۔ درخت کاٹ دیے گئے اور گڑھے ہموار کر دیے گئے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کام کر رہے تھے۔ آپ اپنی چادر میں اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے اور یوں فرما رہے تھے:

ھذا الحمال واحمال خیبر ھذا ابر ربنا واطھر

اے ہمارے پروردگار! یہ اینٹیں خیبر کے تمر و زبیب سے زیادہ ثواب والی اور پاکیزہ ہیں۔

اور نیز فرما رہے تھے:

اللّٰھم ان الاجر اجر الآخرہ فارحم الانصار والمھاجرہ

خدایا! بیشک اجر صرف آخرت کا اجر ہے پس تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

یہ مسجد نہایت سادہ تھی۔ بنیادیں تین ہاتھ تک پتھر کی تھیں۔ دیواریں کچی اینٹوں کی۔ چھت برگ خرما کی قد آدم سے کچھ اونچی اور ستون کھجور کے تھے۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا۔ تین دروازے تھے۔ ایک جانب کعبہ اور دو دائیں بائیں، جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہوگیا تو جانب کعبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اس کے مقابل شمالی جانب میں نیا دروازہ بنا دیا گیا۔ چونکہ چھت پر مٹی کم تھی اور فرش خام تھا۔ اس لیے بارش میں کیچڑ ہو جایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ رات کو بارش بہت ہوئی۔ جو نمازی آتا کپڑے میں کنکریاں ساتھ لاتا اور اپنی جگہ پر بچھا لیتا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”یہ خوب ہے“ اور کنکروں کا فرش بنوا دیا۔

(ب) واقعہ جنگ بدر:

سب سے پہلا غزوہ جو اسلام میں پیش آیا، وہ غزوۂ بدر تھا۔ اس کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ الانفال میں کیا گیا ہے، اس کو یوم فرقان بھی کہتے ہیں۔ اس کا سبب عمرو بن حضرمی کا قتل اور قریش کا شام کی طرف سے آنے والا تجارتی قافلہ تھا۔

یہ غزوۂ 12 رمضان 2ھ کو پیش آیا۔ آپ کے ساتھ تین سو تیرہ مجاہدین، ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔

مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ اوپر تھی باقی سب انصار مدینہ تھے۔ آٹھ صحابہ ان حضرات کے علاوہ تھے جو کسی نہ کسی مجبوری کی وجہ سے غزوہ میں شامل نہ ہو سکے، لیکن ان کو مال غنیمت سے پورا حصہ ملا۔ ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو ان کی اہلیہ تھیں) حضرت رقیہ کی تیمارداری کی وجہ سے غزوہ میں شامل نہ ہو سکے۔

ابوسفیان کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی اطلاع ملی تو اس نے ضمضم بن عمرو کو کفارِ مکہ کو خبر دینے کے لیے بھیجا۔ جب کفار کو خبر ملی تو وہ ایک ہزار کا لشکر لے کر نکلے۔ ادھر جب ابوسفیان مدینہ کے قریب پہنچا اور دیکھا کہ ابھی تک کوئی مدد کے لیے نہیں آیا، تو وہ پریشان ہو گیا۔ اسی پریشانی کے عالم میں وہ بدر جا پہنچا۔ اور مجدی بن عمرو سے پوچھا: اس نے کہیں رسول اللہ کے جاسوس دیکھے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، ہم نے کسی اجنبی کو نہیں دیکھا۔ ہاں مگر دو سوار کہہ کر اس عدی و بسبس کے مناخ کی طرف اشارہ کیا۔ ابوسفیان وہاں گیا اور اونٹوں کی مینگنیوں کو توڑا تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں۔ یہ دیکھ کر کہنے لگا: وہ محمد کے جاسوس تھے۔ لہٰذا اس نے راستہ بدل لیا اور اونٹوں کا رخ ساحل کی طرف کر دیا۔

قافلے کو خطرے سے بچا کر اس نے قیس بن امرئ القیس کے ذریعے کفار مکہ کو اطلاع بھیجی کہ قافلہ کو بچا لیا گیا ہے، لہٰذا تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ مگر ابوجہل نے نہ مانا اور کہنے لگا: ہم بدر سے کبھی واپس نہ جائیں گے اور تین دن وہاں عیش و عشرت سے گزاریں گے تاکہ عرب قبائل میں ہماری عظمت و ہیبت کا سکہ بیٹھ جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اطلاع ملنے پر جلد بدر پہنچے اور کنویں کے قریب والی زمین پر پڑاؤ ڈالا۔ یہ زمین ریتلی تھی۔ آپ نے میدان بدر کا جائزہ لینے کے دوران ہر کافر کے مرنے کی جگہ کی نشاندہی فرما دی، اللہ تعالیٰ سے خوب مناجات کیں۔ اللہ نے بارش اور فرشتوں کے ذریعے آپ کی مدد فرمائی۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کفار تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود ذلیل و خوار ہوئے۔

سوال نمبر 3:- (الف) وحی کی ابتداء کہاں اور کیسے ہوئی؟

(ب) اسلام سے پہلے عرب کے حالات کیا تھے؟

جواب: (الف) وحی کی ابتداء:

ابتداء وحی کا واقعہ اور نازل ہونے والی آیت مبارکہ: انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے تلامذہ اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں، خواہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اعلان نبوت چالیس سال کی عمر میں کرتے ہیں مگر قبل ازیں بھی اُس کی یاد اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی دستور کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ اشیاء خوردنی لے کر غار حراء میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جب آپ کی عمر مبارک چالیس

سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں یادالٰہی میں مشغول تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: پڑھیے۔ آپ نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے پھر کہا: پڑھیے: آپ نے پھر بھی پہلے والا جواب دیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو دو یا تین بار اپنے سینے کے ساتھ لگایا پھر عرض کیا: آپ پڑھیے۔ آپ نے پوری آیت پڑھ ڈالی۔

چونکہ یہ واقعہ اچانک اور پہلی بار پیش آیا تھا جس وجہ سے بتقاضائے بشریت آپ کے جسم اطہر پر کپکپی طاری ہوگئی' اور اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لائے اور پوری صورتحال اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کردی اور ساتھ ہی فرمایا: مجھے کمبلی یا لحاف اڑھادو۔ یہ پریشان کن صورتحال سامنے آنے پر حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن رہیں پروردگار عالم آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا' کیونکہ آپ اقرباء سے حسن سلوک کرتے ہیں' بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں' غریبوں اور یتیموں کی معاونت کرتے ہیں اور مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ جو آسمانی کتب کے عالم و ماہر تھے' کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے صورتحال سننے کے بعد کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہوں گے' کاش میں آپ کے اعلان نبوت تک زندہ رہتا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور پہلی وحی یہ آیہ مبارکہ تھی: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الخ۔

(ب) اسلام سے پہلے عرب کے حالات:

عرب پہلے دین ابراہیمی کی پیروی کرتے تھے، مگر آہستہ آہستہ سوائے چند رسموں کے بالکل معدوم ہو گیا۔ بت پرستی عام تھی۔ لوگ بتوں کی پوجا کرتے، انہوں نے خانہ کعبہ میں (360) تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ درختوں، ستاروں، آگ، سورج اور چاند وغیرہ کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔

دن رات شراب خوری، قمار بازی، زنا کاری اور قتل و غارت عام بات سمجھی جاتی تھی۔ عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ کثرت ازدواج عام بات تھی۔ دو سگی بہنوں کو نکاح میں لانا جائز تھا۔ اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا، تو اسے اس کے ساتھ دفن کر دیا جاتا، یا بڑا بیٹا سوتیلی ماں کو میراث میں پا کر چاہتا تو خود اس سے نکاح کر لیتا، ورنہ کسی دوسرے بھائی یا رشتہ دار کو شادی کے لیے دے دیتا۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی

زندہ دفن کر دیا جاتا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر دیئے جاتے تھے۔

بتوں کو خوش کرنے کے لیے انسانوں کی قربانی دی جاتی۔ ان میں یہودی اور نصرانی بھی شامل تھے، جو اپنی تعلیمات کو فراموش کر چکے تھے۔ غرض یہودی اللہ کو مغلولۃ الید اور حضرت عزیر کو اس کا بیٹا مانتے تھے جبکہ نصرانیوں نے تین خدا بنا رکھے تھے۔ غرض قبل از اسلام انسانیت کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔

حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر 4:- (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب صدّیق کی وجوہات تحریر کریں؟
(ب) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے کس طرح مال خرچ کیا؟ تفصیلاً وضاحت کریں؟

جواب: (الف) لقب ''صدیق'' کا سبب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت ''صدیق'' کہلائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، تو آپ نے اس کا ذکر لوگوں کے سامنے کیا تو وہ آپ کا مذاق اُڑانے لگے۔ ابوجہل دوڑتا ہوا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: تمہارا دوست کہہ رہا ہے کہ اس نے راتوں رات آسمان کی سیر کی ہے اور بیت المقدس بھی گیا ہے، تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے جواب دیا: اگر وہ اس سے بھی بڑی کسی بات کی خبر دیتے تو میں اس کی بھی تصدیق کرتا (وہ سچ فرما رہے ہیں) پس اس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ''صدیق'' کا لقب عطا فرمایا اور آپ کو صدیق کہا جانے لگا۔ نیز آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا اور آپ کو جھوٹ سے نفرت تھی۔

(ب) اسلام کے لیے مال خرچ کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے، اور اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے۔ آپ نے یہ سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسلام کے لیے خرچ کر دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے، تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آئے تو اس مال میں سے آپ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ مکہ معظمہ میں آپ نے ۳۵ ہزار درہم مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کر ڈالا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا۔ میں

نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابوبکر سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لیے ممکن ہوگا تو وہ آج کا دن ہوگا۔ میں کافی مال خرچ کر کے آج ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو میں آدھا مال لے کر خدمت میں حاضر ہوا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: ما ابقیت لاھلك ۔ یعنی اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کتنا چھوڑا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: آدھا مال ان کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب لے آئے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ما ابقیت لاھلك یعنی اے ابوبکر! اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ان کے لیے اللہ و رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل و عیال کے لیے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس   صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قلت لا اسبقه الی شیء ابدًا یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی چیز میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر میں کبھی سبقت نہیں لے جاسکوں گا۔

(مشکوۃ شریف،ص:۵۵٦)

سوال نمبر 5:-(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق کس طرح رکھا گیا؟

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کس طرح کی؟

جواب: (الف) لقب ''فاروق'' کا ملنا/عطا ہونا:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے، تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے دارارقم میں اس قدر بلند آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ پورا مکہ گونج اُٹھا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں؟ فرمایا: ہاں، اس پر انہوں نے عرض کیا: پھر یہ پوشیدگی اور پردہ کیوں؟ چنانچہ مسلمان دو صفوں میں بٹ کر نکلے۔ ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر اسی حالت میں بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اعلانیہ طور پر نماز پڑھی۔ آپ کے قبول اسلام کی وجہ سے اسلام ظاہر ہو گیا تھا۔ حق و باطل کا فرق نمایاں و واضح ہو گیا۔ اسی بناء پر آپ نے انہیں ''فاروق'' کا لقب عطاء فرمایا یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والا۔

(ب) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت بے مثال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی

اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے' جہاں سارے اشراف قریش تھے۔ آپ نے اطمینان سے طواف کیا۔ پھر نہایت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آ کر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: تم لوگوں کے چہرے بدشکل ہو کر بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرا مقابلہ کرے۔ اس للکار پر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرے، اس طرح آپ نے ہجرت فرمائی۔

سوال نمبر 6:- (الف) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حیاء کے حوالے سے ایک حدیث تحریر کریں؟
(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا کیا حکم دیا گیا؟ تحریر کریں؟

جواب نمبر 6: (الف) حیائے عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی ران یا پنڈلی سے کپڑا اٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے ان کو بلا لیا اور وہ اندر آ گئے۔ مگر حضور اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے آپ نے ان کو بھی اندر بلا لیا مگر اسی طرح لیٹے رہے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست کیا۔ پھر حضرت عثمان کو اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ فرماتی ہیں کہ جب یہ حضرات چلے گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: جب میرے والد آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے اور حضرت عمر کے آنے پر بھی لیٹے رہے۔ لیکن جب حضرت عثمان آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرما لیا؟ فرمایا: اے عائشہ! کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا حکم:

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں کرتا اور مومن علی سے بغض وعداوت نہیں رکھتا۔ (ترمذی شریف)

حضرت علی کی یہ شان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے محبت نہ کرنے والے کو منافق قرار دے دیا۔ آپ سے بغض وعداوت رکھنے والے کو مومن نہ ہونے کا معیار بنایا۔

اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے' جہاں سارے اشراف قریش تھے۔ آپ نے اطمینان سے طواف کیا۔ پھر نہایت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آ کر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: تم لوگوں کے چہرے بدشکل ہو کر بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرا مقابلہ کرے۔ اس للکار پر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرے، اس طرح آپ نے ہجرت فرمائی۔

سوال نمبر 6:- (الف) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حیاء کے حوالے سے ایک حدیث تحریر کریں؟

(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا کیا حکم دیا گیا؟ تحریر کریں؟

جواب: (الف) حیائے عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے مکان میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی ران یا پنڈلی سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے ان کو بلا لیا اور وہ اندر آ گئے۔ مگر حضور اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے آپ نے ان کو بھی اندر بلا لیا مگر اسی طرح لیٹے رہے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست کیا۔ پھر حضرت عثمان کو اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ فرماتی ہیں کہ جب یہ حضرات چلے گئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: جب میرے والد آئے تو آپ بدستور لیٹے رہے اور حضرت عمر کے آنے پر بھی لیٹے رہے لیکن جب حضرت عثمان آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست فرما لیا؟ فرمایا: اے عائشہ! کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

(ب) حدیث مبارکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا حکم:

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق علی سے محبت نہیں کرتا اور مومن علی سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ (ترمذی شریف)

حضرت علی کی یہ شان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے محبت نہ کرنے والے کو منافق قرار دے دیا۔ آپ سے بغض و عداوت رکھنے والے کو مومن نہ ہونے کا معیار بنایا۔

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......قرآن مجید

سوال نمبر1:-درج ذیل میں سے چھ اجزاء کا ترجمہ کریں؟۶×۱۰=۶۰

(۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۝

(۲) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ۝

(۳) اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۝

(۴) اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

(۵) وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ۝

(۶) مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِیْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ بِالْکُفْرِ ؕ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۝

(۷) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ

(۸) وَمَا کَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ فِیْمَا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۝

(۹) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْاؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۝

(۱۰) الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَؕ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ۝

سوال نمبر 2:- کوئی سے دس الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۱۰

(۱) اَلنَّصْرُ (۲) اَلصَّمَّ (۳) اَلْمَاكِرِیْنَ (۴) فِتْنَةٌ (۵) كُنُوْزٌ (۶) بَرَآءَةٌ (۷) سِقَایَةٌ (۸) یَصُدُّوْنَ (۹) كَارِهُوْنَ (۱۰) لِقَآءَ (۱۱) اَلْخَآئِنِیْنَ (۱۲) تِجَارَةٌ (۱۳) اَلْاَعْنَاقِ

حصہ دوم......اصول تفسیر

سوال نمبر 3:- درج ذیل میں سے صرف تین اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟ ۳۰=۳×۱۰

(الف) قرآن پاک کا نزول کتنی بار ہوا؟ نیز قرآن کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ہوا؟ ۱۰

(ب) قرآن اور حدیث کا فرق واضح کریں؟ ۱۰

(ج) تلاوت قرآن کے آداب سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(د) حفاظت قرآن مجید پر مضمون زینت قرطاس کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

پہلا پرچہ: قرآن و اصول تفسیر

حصہ اول: قرآن مجید

سوال نمبر 1:- درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

(۳) اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَاۤءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(۴) اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(۵) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(۶) مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

(۷) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

(۸) وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

(۹) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

(۱۰) الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ۝

جواب: ترجمۃ الآیات المبارکہ:

(۱) بے شک ایمان والے وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے' تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جائیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔

(۲) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو قبول کرو جب وہ تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو زندگی بخشے اور جان لو کہ بے شک اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور بے شک اسی کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

(۳) جب منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے، کہتے تھے کہ یہ مومن اپنے دین پر مغرور ہیں اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے پس بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(۴) اب تخفیف فرمائی اللہ نے تم سے اور وہ جانتا ہے کہ تم سے کچھ کمزور ہیں پس اگر ہوں تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے وہ دوسو پر غالب آئیں اور اگر تم میں سے ایک ہزار صبر کرنے والے ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(۵) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

(۶) مشرکین کے لائق نہیں کہ وہ اللہ کی مساجد کو آباد کریں اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے کر۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت ہیں اور وہ آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۷) بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے ہاں بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن سے آسمان اور زمین اس نے پیدا فرمائے۔ ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں۔ اور یہی سیدھا دین ہے۔"

(۸) اور نہیں تھے لوگ مگر ایک امت پھر مختلف ہوئے اور اگر تیرے رب کی طرف سے بات نہ ہو چکی ہوتی تو فیصلہ ہو گیا ہوتا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔"

(۹) اے لوگو! تحقیق آئی تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور شفاء اس کی جو تمہارے سینوں میں ہے۔ ہدایت اور رحمت مومنوں کے لیے' تم فرما دو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پس اسی پر چاہیے کہ وہ خوشی کریں؟ یہ بہتر ہے' اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

(۱۰) یہ کتاب ہے جس کی آیات حکمت سے بھری ہیں پھر حکمت والے خبر رکھنے والے کی طرف سے تفصیل کی گئی کہ تم نہ عبادت کرو مگر اللہ کی، بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

سوال نمبر 2:- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

(۱) اَلنَّصرُ (۲) اَلصُّمُّ (۳) اَلْمَاكِرِيْنَ (۴) فِتْنَةٌ (۵) كَفُوْرٌ (۶) بَرَاءَةٌ (۷) سِقَايَةَ (۸) يَصُدُّوْنَ (۹) كَارِهُوْنَ (۱۰) لِقَاءَ (۱۱) اَلْخَائِنِيْنَ (۱۲) حِجَارَةٌ (۱۳) اَلْاَغْنَاقُ

جواب:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اَلنَّصْرُ	مدد	كَفُوْرٌ	ناشکری	كَارِهُوْنَ	ناپسند کرنے والے
اَلصُّمُّ	بہرہ	بَرَاءَةٌ	بیزاری	لِقَاءَ	ملاقات
اَلْمَاكِرِيْنَ	مکر کرنیوالے	سِقَايَةَ	پانی پلانا	اَلْخَائِنِيْنَ	خیانت کرنے والے
فِتْنَةٌ	آزمائش	يَصُدُّوْنَ	وہ روکتے ہیں	حِجَارَةٌ	پتھر
اَلْاَغْنَاقُ	گردنیں				

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر 3۔ درج ذیل اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) قرآن پاک کا نزول کتنی بار ہوا؟ نیز قرآن کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ہوا؟

(ب) قرآن اور حدیث کا فرق واضح کریں؟

(ج) تلاوت قرآن کے آداب سپرد قلم کریں؟

(د) حفاظت قرآن مجید پر مضمون زینت قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) نزول قرآن کی تعداد:

قرآن کریم کا نزول چند طریقوں سے اور چند بار ہوا۔ اول تو لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف نازل ہوا کہ یکبارگی ماہ رمضان کی لیلۃ القدر میں ہوا۔ اس کے متعلق قرآن فرماتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ) اور اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o (القدر) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیئس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت آتا رہا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ رمضان میں حضرت جبرئیل آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر قرآن سنایا کرتے تھے۔ بعض آیات دو دو مرتبہ بھی نازل ہوئیں۔

قرآن کا نزول آپ پر ہونے کا سبب:

بندوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے احکام کو مانیں لیکن یہ ماننا جب ضروری ہوگا، جب وہ احکام نبی کی پاک زبان سے ادا ہوں، حق تعالیٰ بلا واسطہ کسی غیر نبی سے کلام نہیں کرتا۔ اگر جبریل علیہ السلام

انسانی شکل میں آ کر لوگوں کو احکام سناجاتے ،تو کبھی ان پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا۔اسی طرح کوئی غیر نبی خواب، یا الہام، یا غیبی آواز سے کسی حکم پر مطلع ہو جائے، تو اس کا ماننا شرعاً لازم نہ ہوگا،ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں سائل بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے دریافت کیا: ایمان کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات دیئے، وہ روانہ ہو گئے، تو آپ نے فرمایا: وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، جو تمہیں دین کی باتیں سکھانے کے لیے آئے تھے۔ دیکھو اس موقع پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خود ہی نہ کہہ دیا کہ اے صاحبو! میں جبریل ہوں، تمہیں فلاں فلاں حکم دیتا ہوں، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میری اطاعت ان پر واجب نہیں ہوگی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے وہ کلمات لوگوں کو سنوائے۔ آئمہ کرام کا قیاس بھی حق تعالیٰ کے فرمان یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبنی ہوتا ہے، ہمارے ان کا اجتہاد یعنی قیاس یہ برآمد ہوا:

اصلِ اصول بندگی اس تاجور کی ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

(ب) قرآن وحدیث میں فرق:

قرآن و حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں، دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن کریم کی عبارت اور مضمون دونوں خدا کی طرف سے ہیں، کہ جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر قرآن سنایا، بالکل اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو بیان کر دیا، انہیں لکھا دیا اور انہیں سمجھا دیا۔ حدیث میں یہ ہے کہ مضمون پروردگار کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ وعبارت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتی ہے۔ اب مضمون کا رب کی طرف سے ہونا، خواہ بطور الہام ہے، یا فرشتہ عرض کرتا ہے مگر تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ احکام قرآن، حدیث سے منسوخ ہو سکتے ہیں۔ دیکھیں غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا قرآن سے ثابت ہے، مگر حدیث میں اسے منسوخ قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (البقرہ:۱۲۹)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔" اگر حدیث کو ماننا ضروری نہ ہوتا، تو آیت مبارکہ میں لفظ "الحکمۃ" استعمال نہ کیا جاتا۔

اگر قرآن کریم سے احکام و مسائل ہر شخص نکال لیا کرتا، تو اس کے سکھانے کے لیے پیغمبر کیوں بھیجے گئے؟ نیز جس طرح قرآن کریم کے ہوتے ہوئے، حدیث پاک سننے کی ضرورت ہے، حدیث کے ماننے سے قرآن کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا، اسی طرح قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے، ہم جیسوں کو فقہ کے

ماننے کی بھی ضرورت ہے اور فقہ کو ماننے سے بھی قرآن وحدیث کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا۔

تلاوت قرآن کرنے والا اطمینان کے ساتھ تلاوت کرتا ہوا جنت میں بڑھتا جائے گا جہاں اس کی تلاوت ختم ہو گی وہاں تک سب ملک اس کو دیا جائے گا۔عربی کے مضامین پر غور کریں، رحمت کی آیات آئیں تو اظہار مسرت کریں، رحمت خداوندی کا سوال کریں، عذاب وسزا کی آیت آئے تو ڈرنے کی کیفیت پیدا کریں، نیز پناہ مانگنے کی کوشش کریں، تلاوت قرآن کے وقت خشوع وخضوع سے دل حاضر رہے، دل پر رقت طاری ہو جائے، آنکھوں میں آنسو آجائیں۔اگر معانی ومفاہیم سمجھ نہ آتے ہوں تو تب بھی باقاعدگی کے ساتھ تلاوت قرآن کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے کہ اس سے لذت حاصل ہو گی اور یہ خیال کرے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائے تھے۔تلاوت قرآن کے وقت باوضو ہونا چاہیے، کیونکہ طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، گھر کی بجائے مسجد میں تلاوت کرنا افضل ہے، تلاوت کرتے وقت قبلہ رخ بیٹھا جائے تو نہایت باعث اجر ہے، خوشبو کا استعمال بھی مسنون ہے۔تلاوت قرآن کا آغاز تعوذ وتسمیہ سے کیا جائے۔دوران تلاوت ہر قسم کی بات سے احتراز کیا جائے۔

(د) قرآن کریم کی حفاظت پر مضمون:

قرآن کریم سے پہلے کئی کتابیں تھیں مثلاً تورات، انجیل اور زبور وغیرہ ایک خاص مدت تک اور خاص خاص اقوام کے لیے دنیا میں بھیجی گئیں، اس لیے ان کی حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ نے خود نہ لیا، جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ان انبیاء علیہم السلام کے وصال کے بعد وہ کتب تحریف ہو کر ختم ہو گئیں، لیکن قرآن کریم تمام جہان کے لیے آیا اور ہمیشہ کے لیے آیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر:۹) ''ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس کتاب کی حفاظت اس طرح ہوئی کہ کوئی شخص اس میں زبر، زیر کا فرق نہ کر سکا، اس کی حفاظت کا ذریعہ ہوا کہ قرآن فقط کاغذ تک محدود نہ رہا، بلکہ مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ کیا گیا۔صحابہ کرام کے زمانہ کی حالت تو ہم سنی سنائی بیان کر سکتے ہیں، مگر اس زمانہ میں تو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی کسی مجمع کے سامنے کوئی تلاوت کرنے والا ایک زیر، یا زبر کی بھی غلطی کرتا ہے، تو ہر چہار طرف سے صدائے احتجاج بلند ہو جاتی ہے کہ آپ نے کلام الٰہی غلط پڑھا ہے۔اس وقت تو ہر علاقہ بلکہ ہر محلہ میں بلکہ تقریباً ہر دوسرے گھر حافظ قرآن موجود ہے۔

اس کی مثال یوں بھی بیان کی جا سکتی ہے کہ جب بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے، تو چونکہ اسے ابھی کتاب سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہوتی، لہٰذا اس کے استاد چھوٹے چھوٹے قاعدے اور کتابیں، اسے استاد خرید کر

دیتے ہیں، وہ بچہ کتابیں پڑھتا بھی جاتا ہے اور ضائع بھی کرتا ہے۔ جب بچہ قدرے ہوش سنبھالتا ہے، تو اب وہ بچہ کتابیں پھاڑتا نہیں لیکن ان پر لکھ لکھ کر خراب کرتا ہے۔ پھر جب وہ مزید سمجھدار ہو جاتا ہے اور اب وہ کتاب کی قدر و قیمت پہچانتا ہے، تو اب وہ کتاب کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ اس طرح دنیا سب سے پہلے خدائی کتابوں کو سنبھال کر نہ رکھ سکی، تو انہوں نے انہیں برباد کر دیا۔ پھر انہوں نے تورات، زبور اور انجیل میں بھی تبدیلی کر کے اسے غلط ملط بنا دیا۔ آخر میں قرآن کریم لایا گیا، لوگوں (امت محمدیہ) نے اس کو پہچانا، اس کی قدر و قیمت کو معلوم کیا، اس کی ضرورت و اہمیت کو جانا اور اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا۔ اس سلسلہ میں لاتعداد مدارس قائم ہوئے، جن میں خواتین و حضرات اپنے سینوں کو انوار قرآن کی روشنی سے منور کرتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے　　　　　کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دوسوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر 1:-(الف) درج ذیل اجزاء میں سے پانچ اجزاء کا ترجمہ کریں؟۵×۱۰=۵۰

(ب) درج ذیل احادیث میں سے صرف ایک حدیث شریف پر اعراب لگائیں؟۱۰

(۱) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا اؤتمن خان واذا حدث كذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر .

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ .

(۳) عن ابن عباس رضى الله عنهما انه دفع مع النبى صلى الله عليه وسلم يوم عرفة فسمع النبى صلى الله عليه وسلم وراءه زجرا شديدا وضربا وصوتا للابل فاشار بسوطه اليهم وقال ايها الناس عليكم بالسكينة فان البر ليس بالايضاع .

(۴) عن ابى شريح رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليكرم ضيفه جائزته قالوا وما جائزته يا رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال يومه وليلته والضيافة ثلاثه ايام فما كان وراء ذلك فهو صدقة عليه .

(۵) ان عبدالله بن عمر رضى الله عنهما كان يقول للرجل اذا اراد سفرا ادن منى حتى اودعك كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يودعنا فيقول استودع الله دينك وامانتك وخواتيم عملك .

(۶) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا ورجل يأكل فلم يسم الله حتى لم

یبق من طعامہ الالقمة فلما رفعها الی فیه قال بسم الله اوله واخره فضحك النبی صلی الله علیه وسلم ثم قال مازال الشیطن یأکل معه فلما ذکر اسم الله استقاء مافی بطنه .

(۷) دعا رجل النبی صلی الله علیه وسلم لطعام صنعه له خامس خمسة فتبعهم رجل فلما بلغ الباب قال النبی صلی الله علیه وسلم ان هذا تبعنا فان شئت ان تاذن له وان شئت رجع قال بل اذن له یا رسول الله صلی الله علیه وسلم .

(۸) کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اکل طعاما لعق اصابعه الثلاث وقال اذا سقطت لقمة احدکم فلیأخذها ولیمط عنها الاذی ولیأکلها ولا یدعها للشیطن وامرنا ان نسلت القصعة وقال انکم لاتدرون فی ای طعامکم البرکة .

سوال نمبر 2:- درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ ۵×۲=۱۰

الحائط، الجدول، الحدار، التراب، جزور، الجیش، الطریق، السفلی

حصہ دوم......اصول حدیث

سوال نمبر 3:- درج ذیل میں سے [illegible] اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) حجت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) علم حدیث روایۃ اور علم حدیث درایۃ کی تعریف کریں نیز طبقات کتب حدیث میں سے کوئی ایک طبقہ سپرد قلم کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ج) اقسام کتب حدیث میں سے کوئی سی تین اقسام کی وضاحت کریں؟ ۳×۵=۱۵

☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل......حدیث شریف

سوال نمبر 1:- (الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(ب) درج ذیل احادیث میں سے صرف ایک حدیث شریف پر اعراب لگائیں؟

(۱) ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها اذا اؤتمن خان واذا

حدث كذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر .

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى تُرٰى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ .

(۳) عن ابن عباس رضى الله عنهما انه دفع مع النبى صلى الله عليه وسلم يوم عرفة فسمع النبى صلى الله عليه وسلم وراء ه زجرا شديدا وضربا وصوتا للابل فاشار بسوطه اليهم وقال ايها الناس عليكم بالسكينة فان البر ليس بالايضاع .

(۴) عن ابى شريح رضى الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليكرم ضيفه جائزته قالوا وما جائزته يا رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال يومه وليلته والضيافة ثلاثه ايام فما كان وراء ذلك فهو صدقة عليه .

(۵) عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما كان يقول للرجل اذا اراد سفرا ادن منى حتى اودعك كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يودعنا فيقول استودع الله دينك وامانتك وخواتيم عملك .

(۶) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا ورجل يأكل فلم يسم الله حتى لم يبق من طعامه الا لقمة فلما رفعها الى فيه قال بسم الله اوله واخره فضحك النبى صلى الله عليه وسلم ثم قال مازال الشيطن يأكل معه فلما ذكر اسم الله استقاء مافى بطنه .

(۷) دعا رجل النبى صلى الله عليه وسلم لطعام صنعه له خامس خمسة فتبعهم رجل فلما بلغ الباب قال النبى صلى الله عليه وسلم ان هذا تبعنا فان شئت ان تاذن له وان شئت رجع قال بل اذن له يا رسول الله صلى الله عليه وسلم .

(۸) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل طعاما لعق اصابعه الثلاث وقال اذا سقطت لقمة احدكم فليأخذها وليمط عنها الاذى وليأكلها ولا يدعها للشيطن وامرنا ان نسلت القصعة وقال انكم لاتدرون فى اى طعامكم البركة .

جوابات: (الف) احادیث مبارکہ کا ترجمہ:

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں (درج ذیل) باتوں میں سے چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک بات پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب امانت رکھی جائے تو (اس میں) خیانت کرے، بات

کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جھگڑا کرے تو گالی گلوچ بکے۔

۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اتنا زور سے ہنستے نہیں دیکھا کہ منہ کا اندرونی حصہ نظر آئے آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں یوم عرفہ (کے دن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سخت مارنے/جھڑکنے اور اونٹوں کا شور سنا تو اپنی چابک مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا: لوگو! اطمینان سے چلو سواریاں دوڑانے میں کوئی بھلائی نہیں۔

۴- حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کی اچھی طرح خاطر تواضع کرے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کب تک ہے؟ فرمایا: ایک دن اور ایک رات۔ ضیافت تین دن تک ہے اور اس کے بعد صدقہ ہے۔

۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس سے فرماتے: قریب آؤ کہ میں تمہیں الوداع کہوں/کروں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں تیرے دین، تیری امانت (جان) اور تیرے خاتمۂ اعمال کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

۶- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک شخص/آدمی (کھانا) کھا رہا تھا۔ پس اس نے بسم اللہ نہ پڑھی حتیٰ کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا اس کے کھانے سے، جب وہ اسے منہ کی طرف لے جانے لگا تو کہا: ''بسم اللہ اوّلہ وآخرہ''۔ آپ مسکرانے لگے اور فرمایا: شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا۔ جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو اس کے (شیطان) پیٹ میں جو کچھ تھا سب کی قے کر دی۔

۷- ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر مدعو کیا۔ مدعوین میں آپ پانچویں فرد تھے۔ ایک شخص پیچھے ہولیا۔ جب دروازے پر پہنچے تو آپ نے (میزبان) سے فرمایا: یہ شخص ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر تو چاہے تو اسے اجازت دے ورنہ یہ واپس لوٹ جائے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے اسے اجازت دی۔

۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا لیتے تو تینوں انگلیاں چاٹتے اور آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے اُٹھا لے اور گندگی وغیرہ دور کر کے کھا لے۔ شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ نیز آپ نے ہمیں پیالہ صاف کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا: تم نہیں جانتے کہ تمہارے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

(ب) اعراب: حدیث نمبر (5) پر اعراب سوالیہ حصہ میں ملاحظہ کریں؟

سوال نمبر 2:- درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

الحائط، الجدول، الجدار، التراب، جزور، الجیش، الطریق، السفلیٰ

جواب:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اَلْحَائِطُ	باغ	اَلْجُدْوَلُ	چھوٹی نہر
اَلْجَدَارُ	دیوار	اَلتُّرَابُ	مٹی
جُزُوْرٌ	اونٹ کی قربانی	اَلْجَیْشُ	لشکر
اَلطَّرِیْقُ	راستہ	اَلسُّفْلٰی	نیچے کا

حصہ دوم.....اصول حدیث

سوال نمبر 3:- درج ذیل اجزاء کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) حجت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ب) علم حدیث روایۃً اور علم حدیث درایۃً کی تعریف کریں نیز طبقات کتب حدیث میں سے کوئی ایک طبقہ سپردِ قلم کریں؟

(ج) اقسام کتب حدیث میں سے کوئی سی تین اقسام کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) حجیت حدیث پر مختصر مگر جامع نوٹ:

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی طاعت کرو۔

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول تم کو جو چیز دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے رسول اکرم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال کی اتباع قیامت تک مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال کا کس ذریعہ سے فائدہ ہوگا؟ وہ ذریعہ قرآن ہے اور اسوۂ حسنہ ہے جبکہ ہمیں اسوۂ رسول پر اطلاع صرف

احادیث سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہدایت تھی اس طرح ہمارے لیے آپ کی احادیث ہدایت ہیں۔ اگر احادیث رسول کو حضور کی دی ہوئی ہدایات اور آپ کے نمونہ کے لیے معتبر نہ مانا جائے' تو اللہ کی حجت بندوں پر تمام نہیں ہو گی۔ اس لیے ہمیں ہر کام میں حدیث کی حاجت پیش آتی ہے، اسی کو حجیت حدیث کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں بہت سے احکام ایسے ہیں جن کو بجالانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور ان کو ادا کرنے کا طریقہ ہمیں صرف اور صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مل سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں نماز، روزہ، حج وعمرہ ادا کرنے کے احکام ہیں۔ لیکن نماز کیسے پڑھنی ہے؟ اس کی رکعات کتنی ہیں؟ روزہ کے احکام کیا ہیں؟ حج وعمرہ ادا کرنے کا مکمل طریقہ کیا ہے؟ یہ سب جاننے کے لیے ہمیں احادیث کی ضرورت ہے، کیونکہ اگر ہم حدیث کو معتبر نہ مانیں تو ان تمام احکام پر عمل کرنا ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح معانی قرآن کے مبین و معلم ہیں اسی طرح آپ بعض احکام کے شارع بھی ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ آپ کی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو حلال اور حرام کیا ان کا تذکرہ قرآن میں موجود نہیں۔ ان کا ذکر صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ممکن ہے۔ حضور نے شکار کرنے والے پرندوں کو حرام قرار دیا اسی طرح دراز گوش اور حشرات الارض کو بھی۔ اس لیے ان احکام کا علم صرف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ممکن ہے۔ اگر احادیث کو حجت نہ مانا جائے' تو حلت و حرمت کے تمام احکام کے لیے شریعت اسلامیہ متکفل نہیں ہو گی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ فہم قرآن کے لیے احادیث نبویہ کو اگر معتبر ماخذ اور حجت نہ مانا جائے' تو قرآن کی بعض آیات ایک چیستان اور معمہ بن کر رہ جائیں گی۔

(ب) علم حدیث روایۃ کی تعریف:

علم حدیث روایۃ اس علم حدیث کو کہتے ہیں جس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، احوال اور اوصاف کی معرفت حاصل کی جاتی ہے۔

علم حدیث درایۃ کی تعریف:

علم حدیث درایۃ اس علم حدیث کو کہتے ہیں جس سے راوی اور مروی عنہ کے حالات بہ حیثیت ردّ اور

قبول جان سکیں۔

طبقہ کتب حدیث میں دوسرا طبقہ:

یہ پہلے طبقہ کے قریب ہے اس کی اکثر کتابوں میں احادیث صحیح اور حسن ہیں اور بعض ضعیف روایات بھی آگئی ہیں، لیکن ان کا ضعف بیان کر دیا گیا ہے جیسے جامع ترمذی، سنن نسائی اور ابوداؤد وغیرہ۔

(ج) کتب حدیث کی اقسام:

- کتب حدیث کی تین قسمیں یہ ہیں:

۱۔ سنن: وہ کتاب حدیث ہے جس میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن نسائی اور سنن ابی داؤد وغیرہ۔

۲۔ معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی وغیرہ۔

۳۔ مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو جمع کیا جائے جو کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے مستدرک علی الصحیحین۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......فقہ

سوال نمبر 1:- ويستحب للمتوضيء أن ينوى الطهارة ويستوعب رأسه بالمسح ويرتب الوضوء فيبدأ بما بدأ الله تعالىٰ بذكره وبالميامن والتوالي ومسح الرقبة.

(الف) ترجمہ کریں نیز فرائض وضو تحریر کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) مختصر القدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- وليس في شيء من الصلوٰة قراة سورة بعينها لايجوز غيرها ويكره أن يتخذ قراءة سورة بعينها للصلوٰة لايقرأ فيها غيرها.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) نماز میں کم از کم کتنی قرأت ضروری ہے؟ اس بارے میں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا اختلاف تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- وليس في دور السكنى وثياب البدن واثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوة.

(الف) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ زکوۃ کس پر فرض ہے؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) مصارف زکوۃ تحریر کریں نیز بتائیں کہ سائمہ کسے کہتے ہیں؟ ۱۰+۵=۱۵

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- (الف) اصول فقہ کتنے ہیں؟ نیز ان میں وجہ حصر تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) کتاب اللہ کی تعریف اور اس کی وضاحت تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5:- (الف) امر کی تعریف لکھیں نیز اس کے دوسرے معانی تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) قضا کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 6:- (الف) مطلق اور مقید کی تعریفات تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) وحی جلی اور وحی خفی کے درمیان فرق تحریر کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر ۱:- ويستحب للمتوضىء أن ينوي الطهارة ويستوعب رأسه بالمسح ويرتب الوضوء فيبدأ بما بدأ الله تعالىٰ بذكره وبالميامن والتوالي ومسح الرقبة .

(الف) ترجمہ کریں نیز فرائض وضو تحریر کریں؟

(ب) مختصر القدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں تحریر کریں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ العبارۃ:

وضو کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ (طہارت) کی نیت کرے اور پورے سر کا مسح کرے، اسی ترتیب سے وضو کرے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے ہر عمل کو دائیں طرف سے شروع کرے اور گردن کا مسح کرے۔

فرائض وضو:

پس وضو میں جو چیزیں فرض ہیں وہ تین اعضاء (چہرہ، دو ہاتھ، دو پاؤں) کا دھونا اور سر کے چوتھائی حصہ کا مسح کرنا۔

جواب: (ب) قدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں:

قدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں حسب ذیل ہیں:

(۱) تسمیہ سے آغاز کرنا، (۲) نیت کرنا، (۳) دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا، (۴) اگر جسم پر نجاست لگی ہوا سے دور کرنا، (۵) شرمگاہ کو دھونا، (۶) استنجاء کرنا، (۷) تمام جسم کو تین بار دھونا، (۸) سر کا مسح کرنا، (۹) اعضاء کو تین تین بار دھونا، (۱۰) پانی بہانے کے لیے سر سے شروع کرنا، (۱۱) پہلے پھر دائیں

کندھے پر پانی بہانا، (۱۲) پھر بائیں کندھے پر پانی بہانا، (۱۳) جسم کو اپنے ہاتھوں سے ملنا، (۱۴) مسلسل غسل کرنا۔

سوال نمبر2:-ولیس فی شیء من الصلوٰۃ قرأۃ سورۃ بعینھا لایجوز غیرھا ویکرہ ان یتخذ قراءۃ سورۃ بعینھا للصلوٰۃ لایقرأ فیھا غیرھا ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) نماز میں کم از کم کتنی قرأت ضروری ہے؟ اس بارے میں امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا اختلاف تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: اور نہیں ہے کسی نماز میں معین سورۃ کی قرأت اس نظریہ سے کرنا کہ اس سورۃ کے بغیر نماز جائز ہی نہیں اور یہ بھی مکروہ ہے کہ نماز کے لیے ایک سورۃ کی قرأت متعین کر دے کہ اس کے علاوہ دوسری نہ پڑھے گا۔

(ب) قرأت کی کم از کم مقدار میں اختلاف:

نماز میں قرأت کی کم از کم مقدار میں اختلاف آئمہ پایا جاتا ہے:

امام ابوحنیفہ کا مؤقف: امام اعظم کے نزدیک کم از کم اتنی قرأت سے نماز جائز ہوگی جس کو اسم قرآن شامل ہو۔

امام ابویوسف وامام محمد کا مؤقف: ان کے نزدیک تلاوت کی کم از کم مقدار تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو۔ یا ایک لمبی آیت سے کم نہ ہو، ورنہ نماز جائز نہ ہوگی۔

سوال نمبر3:-ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنزل ودواب الرکوب وعبید الخدمۃ وسلاح الاستعمال زکوۃ ۔

(الف) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

(ب) مصارف زکوٰۃ تحریر کریں نیز بتائیں کہ سائمہ کسے کہتے ہیں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ العبارۃ: اور نہیں ہے (زکوٰۃ) رہائشی گھروں، بدن کے کپڑوں، گھر کے سامان، سواری کے جانوروں، خدمت کرنے والے غلاموں اور استعمال کے اوزاروں پر۔

جن پر زکوٰۃ فرض ہے:

ہر مسلمان پر جو آزاد، عاقل اور بالغ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب نصاب بھی ہو۔

(ب) مصارف زکوٰۃ:

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں:

۱- فقراء، ۲- مساکین ۳- زکوٰۃ کے محکمہ میں کام کرنے والے ۴- گردن چھوڑانے کے لیے، ۵- مسافر، ۶- مقروض لوگ ۷- مؤلفۃ القلوب، ۸- اللہ کی راہ میں

سائمہ: ایسا چرنے والا جانور جو سال کے اکثر حصہ میں چرا ہو۔

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- (الف) اصول فقہ کتنے ہیں؟ نیز ان میں وجہ حصر تحریر کریں؟

(ب) کتاب اللہ کی تعریف اور اس کی وضاحت تحریر کریں؟

جواب: (الف) اصول فقہ کی تعداد اور ان کی وجہ حصر:

اصول فقہ چار ہیں: (۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول، (۳) اجماع، (۴) قیاس۔

وجہ حصر: ان کی وجہ حصر یہ ہے کہ ان کے احکام وحی سے ثابت ہوں گے یا غیر وحی سے، پہلی صورت میں اگر وحی جلی ہو، تو وہ کتاب اللہ ہے اور اگر وحی خفی ہو، تو وہ سنت رسول ہے۔ اگر حکم شرعی غیر وحی سے ثابت ہو، تو پھر دیکھیں گے اگر اس پر کسی زمانے کے مجتہدین کا اتفاق ہوگا، تو وہ اجماع ہے اور اگر ان کا اتفاق نہ ہو، تو وہ قیاس ہوگا۔

(ب) کتاب اللہ کی تعریف:

وہ مقدس کتاب یا الفاظ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہو، ہم تک نقل متواتر کے ذریعے پہنچا اور اس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

مختصر وضاحت:

اللفظ: یہ کلمہ بمنزل جنس ہے، مفرد و مرکب دونوں کو شامل ہے، کیونکہ احکام پر استدلال دونوں سے ہوتا ہے۔

المنزل علی النبی: اس قید سے جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ کتب، تعریف سے خارج ہو گئیں، مثلاً تورات، زبور، انجیل وغیرہ۔ اسی طرح دیگر انسانی کلام بھی اس سے خارج ہو گئے، کیونکہ وہ نازل شدہ نہیں ہیں۔

المنقول عنہ بالتواتر: نقل متواتر سے مراد یہ ہے کہ اسے ہر دور میں کثیر تعداد لوگوں نے نقل کیا ہو

جن کا جھوٹ پر جمع ہونا بطور عادت محال ہو۔

المتعبد بتلاوتہ: یعنی وہ کلام جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔اس سے احادیث قدسیہ خارج ہو گئیں۔

سوال نمبر5:-(الف)امر کی تعریف لکھیں نیز اس کے دوسرے معانی تحریر کریں؟

(ب)قضا کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟

جواب:(الف)امر کی تعریف،حکم اور دیگر معانی:

امر کی تعریف: اگر عالی کی طرف سے طلب ہو،تو امر و حکم مثلاً اعبدوا ربکم (تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو)

حکم: امر سے مقصود کسی کام کو لازم کرنا ہوتا ہے،لہٰذا اس کا حکم لزوم و وجوب ہے قولوا للناس حسناً (تم لوگوں سے بھلے طریقے سے بات کرو) قولوا قولاً سدیدًا (تم سیدھی بات کرو) تو اب اچھی اور احسن انداز میں لوگوں سے بات کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

دیگر معانی: اگر کوئی قرینہ ہو،جو بتائے کہ یہاں امر لزوم کے لیے نہیں،تو پھر وہاں وجوب نہیں بلکہ دیگر پندرہ معانی میں سے کوئی معنی ہوگا۔

ا-تادیب وتربیت: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل مما یلیك (تم اپنے سامنے سے کھاؤ)

۲-اہانت: ذق انك انت العزیز الکریم تم چکھو،ہاں،ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے۔

۳-دھمکی دینا: فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر (تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے)

قضاء کی اقسام:

قضاء کی دو قسمیں ہیں:

ا-قضاء بمثل معقول: یعنی مامور بہ کی ایسی مثال شرعاً اور عقلاً دونوں طرح اس کے ہم مثل ہو جیسے نماز کی مثل نماز۔

۲-قضاء بمثل غیر معقول: مامور بہ کی ایسی مثال بجالانا جو شرعاً تو اس کی مثل ہو لیکن عقلاً نہ ہو جیسے روزے کا بدل فدیہ۔

سوال نمبر6:-(الف)مطلق اور مقید کی تعریفات تحریر کریں؟

(ب)وحی جلی اور وحی خفی کے درمیان فرق تحریر کریں؟

جواب: (الف) مطلق کی تعریف: کسی ذات پر دلالت کرنے والے لفظ کے ساتھ کسی صفت کا لحاظ کیا جائے، تو اسے مطلق کہتے ہیں۔

تعریف مقید: کسی ذات پر دلالت کرنے والے لفظ کے ساتھ اگر کسی وصف کا لحاظ کیا جائے، تو اسے مقید کہتے ہیں۔

(ب) وحی جلی و خفی میں فرق:

نمبر شمار	وحی جلی	وحی خفی
1-	اسے بے وضو ہاتھ لگانا حرام ہے۔	اسے بے وضو چھو سکتے ہیں۔
2-	اس کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔	اس کو یہ مقام حاصل نہیں۔
3-	نماز میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔	نماز میں اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔
4-	یہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید ہے۔	یہ حدیث رسول اللہ ﷺ ہے۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں۔

پہلا حصہ...... ہدایۃ النحو

سوال نمبر 1:-(الف) علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) ہدایۃ النحو کی روشنی میں فعل کی تعریف اور علامات بیان کریں؟ ۵+۱۵=۲۰

سوال نمبر 2: اَلثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْفَتْحَةِ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز اس عبارت میں کس قسم کا اعراب بیان کیا گیا ہے؟ ۵+۱۰+۵=۲۰

(ب) مندرجہ ذیل میں سے تین کی تعریفات تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) فاعل (۲) مفعول لہ (۳) مبتدا

(۴) فاعل (۵) اعراب

سوال نمبر 3:-(الف) غیر منصرف کی تعریف، حکم اور اسباب منع صرف تحریر کریں؟ ۵+۵+۱۰=۲۰

(ب) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ۱۵

حصہ دوم...... شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4:- حروف جارہ میں سے حرف "ب" کے کوئی سے تین معانی مثالیں دے کر تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 5:- حروفِ مشبہ بالفعل کا عمل مع امثلہ تحریر کریں نیز تمنی اور ترجی کے مابین فرق بیان کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 6:- مندرجہ ذیل میں سے تین کی ترکیب تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) کتبت بالقلم (۲) الحمد للہ (۳) ذھب اللہ بنورھم

(۴) مررت بزید (۵) أخذت من الدراهم

☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

چوتھا پرچہ: نحو

پہلا حصہ……ہدایۃ النحو

سوال نمبر 1:-(الف) علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض تحریر کریں؟

(ب) ہدایۃ النحو کی روشنی میں فعل کی تعریف اور علامات بیان کریں؟

جواب: (الف) نحو کی تعریف، موضوع اور غرض:

نحو کی تعریف: ایسے اصول کا جاننا ہے، جس کے ذریعے کلمات ثلاثہ کے آخری احوال اعراب و بناء کی حیثیت سے پہچانے جائیں اور ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ بھی معلوم ہو۔

موضوع: کلمہ اور کلام۔

غرض وغایت: عربی زبان میں ذہن کو اعرابی غلطی سے بچانا۔

(ب) فعل کی تعریف اور علامات:

وہ لفظ ہے، جو خود بخود اپنا معنی بتائے اور تینوں زمانوں میں سے اس میں کوئی زمانہ پایا جائے۔

علامات فعل گیارہ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) مسند ہونا جیسے قام زید، (۲) شروع میں قد ہونا جیسے قد ضرب، (۳) شروع میں سوف ہونا جیسے سوف یضرب، (۴) شروع میں سین ہو جیسے سیضرب، (۵) شروع میں حرف جازم ہو جیسے لم یضرب، (۶) آخر میں ضمیر متصل ہو جیسے ضربت، (۷) آخر میں تائے تانیث ساکنہ ہو جیسے ضربت، (۸) آخر میں نون تاکید متصل ہو جیسے لاضربن، (۹) امر ہو جیسے اضرب، (۱۰) نہی ہو جیسے لاتضرب، (۱۱) ماضی اور مضارع کی گردان ہونا۔

سوال نمبر 2:-اَلثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْفَتْحَةِ

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز اس عبارت میں کس قسم کا اعراب بیان کیا گیا ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل میں سے تین کی تعریفات تحریر کریں؟

(۱) فاعل (۲) مفعول لہ (۳) مبتدا (۴) فاعل (۵) اعراب

جواب: (الف) اعراب وترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''اعراب کی تیسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ، نصب اور جر فتحہ کے ساتھ۔''

اعراب کی یہ قسم غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے۔

(ب) تعریفات:

فاعل کی تعریف: ہر وہ اسم جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کی طرف مسند ہو اس طرح کہ اس کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو۔

مفعول لہ کی تعریف: وہ اسم جس کی وجہ سے فعل مذکورہ واقع ہو۔

مبتداء کی تعریف: وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو۔

عامل کی تعریف: وہ شئی ہے جس کی وجہ سے رفع، نصب اور جر آتا ہے۔

اعراب کی تعریف: وہ حرف یا حرکت ہے جس کے سبب معرب کا آخر بدلے۔

سوال نمبر 3:- (الف) غیر منصرف کی تعریف، حکم اور اسباب منع صرف تحریر کریں؟

(ب) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: (الف) غیر منصرف: وہ اسم ہے، جس میں اسباب منع صرف میں سے دو پائے جائیں یا ایک پایا جائے، جو دو کے قائم مقام ہو جیسے اَحۡمَدُ۔

غیر منصرف کا حکم: اس پر جر ہمیشہ فتحہ کے ساتھ آتا ہے اور کسرہ اور تنوین نہیں آتی۔

اسباب منع صرف:

اسباب منع صرف نو ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) عدل، (۲) وصف، (۳) تانیث، (۴) معرفہ، (۵) عجمہ، (۶) جمع، (۷) ترکیب، (۸) الف نون زائدتان، (۹) وزن فعل۔

(ب) اسمائے مرفوعات:

مرفوعات کی تعداد آٹھ ہے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) فاعل، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) مبتداء، (۴) خبر، (۵) خبر اِنَّ اور اس کے بھائیوں کی، (۶) اسم کان اور اس کے بھائیوں کا، (۷) اسم ما و لا مشبھتین بلیس، (۸) خبر لا جو نفی جنس کے

لیے آتا ہے۔

حصہ دوم.....شرح مائۃ عامل

سوال نمبر4:-حروف جارہ میں سے حرف ''ب'' کے کوئی سے تین معانی مثالیں دے کر تحریر کریں؟

جواب: مصاحبت، تعلیل اور تعدیہ: باء کے معانی اور مثالیں:

باء دس معانی کے لیے آتی ہے، ان میں سے تین معانی مع امثلہ حسب ذیل ہیں:

(۱) مصاحبت کے لیے جیسے: اشتريت الفرس بسرجه .

(۲) تعلیل کے لیے جیسے ارشاد ربانی ہے: انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل .

(۳) تعدیت کے لیے جیسے: ذهبت بزيد اى اذهبته .

سوال نمبر5:-حروفِ مشبہ بالفعل کا عمل مع امثلہ تحریر کریں نیز تمنی اور ترجی کے مابین فرق بیان کریں؟

جواب: حروف مشبہ بالفعل کا عمل:

حروف مشبہ بالفعل جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتداء کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع جیسے ان زيداً قائم .

تمنی و ترجی میں فرق:

تمنی کو ممکنات اور ممتنعات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے ليت الشباب يعود جبکہ ترجی کو صرف ممکنات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے لعل الشباب يعود .

سوال نمبر6:-مندرجہ ذیل کی ترکیب تحریر کریں؟

(۱) كتبت بالقلم (۲) الحمد لله (۳) ذهب الله بنورهم (۴) مررت بزيد

(۵) أخذت من الدراهم

جواب: ترکیب نحوی:

كتبت بالقلم: كتبت فعل و فاعل ب حرف جار القلم مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الحمد لله: الحمد مبتداء ل حرف جار الله مجرور۔ جار و مجرور مل کر ظرف مستقر ثابت مقدر کا۔ ثابت صیغہ اسم فاعل۔ اس میں هو ضمیر پوشیدہ فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔

مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ذھب اللہ بنورھم: ذھب فعل اللہ فاعل ب جار نور مضاف ھم مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

مررت بزید: مررت فعل وفاعل۔ ب حرف جار زید مجرور جار اور مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اخذت من الدراھم: اخذت فعل وفاعل۔ من جار الدراھم مجرور۔ جار اور مجرور مل کر ظرف لغو۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اوّل کے تمام سوالات اور حصہ دوم سے دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......عربی ادب

سوال نمبر 1:۔(الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جز کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۰

(۱) وکان أبو بکر رضی اللہ عنہ قد بعث المثنی بن حارثۃ الشیبانی رضی اللہ عنہ علی جیش الی العراق فقدم العراق فقاتل وأغار علی أہل فارس ونواحی السواد فقاتل حولا أونحوہ ثم بعث أخاہ مسعود بن حارثۃ الی أبی بکر رضی اللہ عنہ یستمدہ ۔

(۲) عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمؤمن علی المؤمن ست خصال یعودہ اذا مرض ویشہدہ اذا مات ویجیبہ اذا دعاہ ویسلم علیہ اذا لقیہ ویشمت اذا عطس وینصح لہ اذا غاب او شہد.

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین اشعار کا ترجمہ کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) کن الی الموت علی حب الوطن — من یخن أوطانہ یوما یخن

(۲) وطن المرء حماہ المفتدی — یذکر المنۃ منہ والیدا

(۳) سوای یہاب الموت أویرہب الردی — وغیری یہوی أن یعیش مخلدا

(۴) ولکننی لا أرہب الدہر ان سطا — ولا أحذر الموت الزؤام اذا عدا

سوال نمبر 2:۔ (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) لماذا خرج الأفغانی من مسقط رأسہ؟

(۲) من ینکت خلال الأزمات واللحظات الخطیرۃ؟

(۳) لماذا کتب أبوبکر رضی اللہ عنہ الی خالد بن الولید رضی اللہ عنہ رسالۃ؟

(۴) ماھی المکانۃ التی تحتلھا باکستان فی شبہ القارۃ؟

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے دو جملوں کی عربی بنائیں۔ ۲×۵=۱۰

(۱) یہ چراغ تیرے ہاتھ آگیا ہے۔

(۲) مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔

(۳) وہ نہانے کے لیے حمام میں داخل ہوا۔

حصہ دوم......منطق

سوال نمبر 3:-(الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) مرکب تام کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

سوال نمبر 4:-(الف) دلالتِ لفظیہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(ب) معرف و قول شارح اور دلیل و حجت کسے کہتے ہیں؟ ۲×۵=۱۰

سوال نمبر 5:-(الف) مندرجہ ذیل میں سے تین کی تعریفات تحریر کریں؟ ۳×۵=۱۵

(۱) اداۃ (۲) متواطی (۳) منقول (۴) لفظ مفرد

(ب) جزئی کی اقسام مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۲×۵=۱۰

☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

حصہ اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1:-(الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۱) وكان أبوبكر رضي الله عنه قد بعث المثنى بن حارثة الشيباني رضي الله عنه على جيش الى العراق فقدم العراق فقاتل وأغار على أهل فارس ونواحي السواد فقاتل حولا أونحوه ثم بعث أخاه مسعود بن حارثة الى أبي بكر رضي الله عنه يستمده .

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمؤمن على المؤمن ست خصال يعوده اذا مرض ويشهده اذا مات ويجيبه اذا دعاه ويسلم عليه اذا لقيه ويشمت اذا عطس وينصح له اذا غاب أو شهد .

(ب) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

(۱) كن الى الموت على حب الوطن — من يخن أوطانه يوما يخن

(۲) وطن المرء حماه المفتدى — يذكر المنة منه واليدا

(۳) سواى يهاب الموت أويرهب الردى — وغيرى يهوى أن يعيش مخلدا

(۴) ولكنني لاأرهب الدهر ان سطا — ولا أحذر الموت الزؤام اذا عدا

جوابات: (الف) اجزاء کا ترجمہ:

۱-اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مثنی بن حارث شیبانی کو ایک لشکر دے کر عراق کی طرف بھیجا، پس وہ عراق آئے، لڑائی کی اور فارس اور اس کے نواحی علاقوں پر غارت گری کی اور پس ایک سال یا تقریباً اتنا عرصہ لڑتے رہے۔ پھر اس نے اپنے بھائی مسعود بن حارث کو امداد طلب کرنے کے لیے حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا۔

۲-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن پر دوسرے مومن کے چھ حقوق ہیں: جب وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے، جب مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو، جب اسے دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے، جب وہ اسے ملے تو اسے سلام کہے، جب وہ چھینکے تو اس کا جواب دے، اور وہ موجود ہو یا نہ ہو اس کا خیر خواہ رہے۔

(ب) اشعار کا ترجمہ:

۱-اے بہادر انسان! تم مرتے دم تک وطن کی محبت پر قائم رہنا۔ جو آدمی وطن سے خیانت کرتا ہے، تو اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

۲-انسان کا وطن ایک ایسی چراگاہ ہے جس کی حفاظت کے لیے قربانی دی جاتی ہے اور وہ (وطن) اس کے احسان اور مدد کو یاد رکھتا ہے۔

۳-میرا غیر موت سے ڈرتا ہے اور بربادی سے ڈرتا ہے اور وہ چاہتا ہے/ یعنی اس کی خواہش ہے کہ ہمیشہ زندہ رہے۔

۴-لیکن میں زمانے سے خوفزدہ نہیں ہوتا اگرچہ وہ حملہ بھی کر دے اور میں خوفناک موت سے بچنے کی کوشش بھی نہیں کرتا، اگرچہ وہ بھاگتی ہوئی بھی آئے۔

سوال نمبر 2:-(الف) درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟

(۱) لما ذا خرج الأفغاني من مسقط رأسه؟

(۲) من ينكت خلال الأزمات واللحظات الخطيرة؟

(۳) لماذا كتب أبوبكر رضى الله عنه الى خالد بن الوليد رضى الله عنه رسالة؟

(۴) ماهى المكانة التى تحتلها باكستان فى شبه القارة؟

(ب) درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں۔

(۱) یہ چراغ تیرے ہاتھ آ گیا ہے۔

(۲) مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔

(۳) وہ نہانے کے لیے حمام میں داخل ہوا۔

جوابات: (الف) عربی میں جوابات:

۱۔ لكى يزور بلاد العالم وعواصمها ويطوف فيها ماشاء الله ان يطوف .

۲۔ الشعب الباكستانى ينكث خلال الازمات واللحظات الخطيرة .

۳۔ امر ابوبكر فى هذه الرسالة خالدا بالمسيرالى العراق .

۴۔ تحتل باكستان مكانة استراتيجية هامة فى شبه القاره .

(ب) جملوں کی عربی:

۱۔ هذا المصباح قد وقع بيدك .

۲۔ يدخل المسلمون فى الجنه .

۳۔ هو دخل فى الحمام للغسل .

حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر 3:-(الف) علم منطق کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟

(ب) مرکب تام کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں؟

جواب: **(الف) علم منطق کی تعریف:** منطق ایسا قانونی آلہ ہے جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جا سکتا ہے۔

موضوع: معرف وقول شارح اور دلیل وحجت۔

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچانا۔

(ب) مرکب تام کی اقسام: مرکب تام دو قسم پر ہے: (۱) خبر وقضیہ (۲) انشاء۔

خبر وقضیہ کی تعریف: وہ مرکب تام جو صدق وکذب کا احتمال رکھے جیسے زید قائم۔

انشاء کی تعریف: وہ مرکب تام جو صدق وکذب کا احتمال نہ رکھے۔

سوال نمبر 4:-(الف) دلالتِ لفظیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) معرف وقول شارح اور دلیل و حجت کسے کہتے ہیں؟

جواب: (الف) دلالت لفظیہ کی اقسام:

دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وضعیہ (۲) طبعیہ (۳) عقلیہ

دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت لفظیہ جس میں وضع کو دخل ہو جیسے لفظ زید کی دلالت ذاتِ زید پر۔

دلالت لفظیہ طبعیہ کی تعریف: وہ دلالت جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو جیسے اُخ اُخ کی دلالت سینے کے درد پر۔

دلالت لفظیہ عقلیہ کی تعریف: وہ دلالت جس میں وضع اور طبیعت کے تقاضا کا دخل نہ ہو جیسے دیوار کے پیچھے سے سنائی دینے والے لفظ دیز کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔

(ب) معرف وقول شارح:

وہ معلومات تصوریہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور حاصل ہو جیسے حیوان اور ناطق کو جب الگ الگ ترتیب دی جائے اور یوں کہا جائے حیوان ناطق تو اس انسان کا تصور حاصل ہوگا جو پہلے نہیں تھا۔

دلیل و حجت کی تعریف: وہ معلومات تصدیقیہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصدیق حاصل ہو جائے جیسے یہ معلوم ہو کہ عالم متغیر ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر متغیر حادث ہے۔ پھر ان کو ترتیب دے کر یوں کہا جائے کہ العالم متغیر وکل متغیر حادث تو نتیجہ آئے گا العالم حادث۔

سوال نمبر 5:۔ (الف) مندرجہ ذیل کی تعریفات تحریر کریں:

(۱) اداۃ (۲) متواطی (۳) منقول (۴) لفظ مفرد

(ب) جزئی کی اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(الف) اداۃ کی تعریف: وہ لفظ مفرد جو مستقل معنی پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے من، الیٰ۔

متواطی کی تعریف: وہ لفظ مفرد واحد المعنی جس کا معنی معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق آتا ہو جیسے انسان کہ زید، عمر، بکر وغیرہ پر برابر برابر صادق آتا ہے۔

منقول کی تعریف: وہ لفظ مفرد کثیر المعنی جس کی وضع ابتداء ایک معنی کے لیے ہو پھر اس کا استعمال کسی دوسرے معنی کے لیے ہونے لگا ہو اور پہلے معنی کو چھوڑ دیا گیا ہو۔

لفظ مفرد کی تعریف: وہ لفظ جس کی جزء سے یعنی مرادی کی جزء پر دلالت کرانا مقصود نہ ہو۔

(ب) جزئی کی اقسام:

جزئی دو قسم پر ہے:

(۱) حقیقی (۲) اضافی

جزئی حقیقی کی تعریف: وہ مفہوم جس کا نفس تصور شرکت کثیرین سے مانع ہو جیسے زید۔

جزئی اضافی کی تعریف: وہ مفہوم اخص جو کسی اعم کے تحت داخل ہو جیسے زید کا مفہوم جو کہ انسان کے تحت داخل ہے۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

حصہ اوّل ...... سیرت

سوال نمبر 1 - (الف) تحویل قبلہ پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

(ب) غزوہ احد کے حوالے سے مختصر مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2 - (الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں، عورتوں اور غلاموں پر شفقت و رحمت کے حوالے سے مضمون زینت قرطاس کریں؟ ۱۵

(ب) سیرت ... کی اہمیت پر مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3:- (الف) حرب فجار اور حلف الفضول میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی شرکت کی مختصر مضمون سپرد قلم کریں؟ ۱۵

(ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا اعزاز کن خواتین کو حاصل ہوا؟ نیز رضاعت دوران جو واقعات رونما ہوئے ان میں سے ایک واقعہ زینت قرطاس کریں؟ ۱۵

حصہ دوم ...... تاریخ

سوال نمبر 4:- (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے حوالے سے مختصر مضمون سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5 - (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اختصار کے ساتھ تحریر کریں

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر نازل ہونے والی آیات میں سے تین آیات تحریر کریں؟

سوال نمبر 6:- (الف) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان اور فضائل پر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب حیدر کیوں ہے؟ آپ کی شجاعت پر کوئی واقعہ سپرد قلم کریں؟

☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2023ء

چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

حصہ اوّل: سیرت

سوال نمبر 1:-(الف) تحویل قبلہ پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) غزوہ احد کے حوالے سے مختصر مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) تحویل قبلہ پر جامع نوٹ:

نماز اسلام کا ایک رکن ہے اور نماز کی روح خشوع وخضوع ہے۔ اس کے لیے باطنی یکجہتی کے ساتھ ظاہری یکجہتی بھی درکار ہے کیونکہ ظاہر کا اثر باطن پر ضرور پڑتا ہے اور مقصود اصلی کو تقویت پہنچتی ہے نماز جماعت و جمعہ میں اتحاد جہت کا اثر جو نمازیوں پر پڑتا ہے محتاج بیان نہیں۔ اس لیے نماز میں ایک جہت کا تعین ضروری ہے مگر اس تعین میں انسانی عقل کو دخل نہیں بلکہ جوذات پاک ہے یہ تعین اس کا حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد حکم الٰہی بنابر حکمت و مصلحت وقت بیت المقدس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ مقرر ہوا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ ماہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آرزو تھی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔ مدت مذکورہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آرزو پوری کردی۔

ارشاد ربانی ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ (البقرہ،ع:۱۷)

بے شک ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف پس ضرور ہم پھیریں گے تجھ کو اس قبلہ کی طرف کہ تو اسے پسند کرتا ہے۔ پس پھیر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو، پس پھیرو منہ اپنے اس کی طرف۔

اس تحویل کی کیفیت یہ ہے کہ نصف رجب یوم دوشنبہ یا نصف شعبان یوم سہ شنبہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے۔ تیسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ وحی الٰہی سے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔ اور مقتدیوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ک
اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ ایک نمازی جو شامل جماعت تھا عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا۔
نے دیکھا کہ وہاں انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے ہیں۔ اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی۔
لوگ نماز میں ہی کعبہ رخ ہو گئے۔ دوسرے روز قباء میں عین اسی وقت خبر پہنچی جبکہ لوگ فجر کی نماز پڑھ ر
تھے۔ انہوں نے بھی اسی حال میں اپنا رخ بدل کر کعبہ شریف کی طرف کر لیا۔

تحویل قبلہ یہودیوں پر سخت ناگوار گزرا۔ وہ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ ان کا اعتراض اور اس
جواب قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِ
وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

اب کہیں گے لوگوں میں سے کچھ بے وقوف کہ کس چیز نے پھیرا ان کو ان کے قبلے سے جس پر وہ تھ
کہہ دو اللہ کا ہے مشرق اور مغرب، چلاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَ
عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ (البقرہ، ع:۱۷)

اور نہیں مقرر کیا ہم نے قبلہ اس کو جس پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ معظمہ) مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کو
تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں اور البتہ یہ قبلہ ہے شاق و دشوار۔ مگر ان لوگوں پر ج
کو راہ دکھائی اللہ تعالیٰ نے (حکمت احکام کی)

پہلی آیت میں ان کا اعتراض نقل کر کے یوں جواب دیا گیا کہ مشرق و غرب بلکہ جہات ستہ سب خدا
ہیں۔ اس کو کسی خاص جہت سے خصوصیت نہیں، کیونکہ وہ مکان و جہت سے پاک ہے۔ وہ جس جہت
چاہے قبلہ مقرر کر دے۔ ہمارا کام اطاعت ہے۔ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ تحویل قبلہ اس واسطے ہوا
ثابت و متزلزل میں تمیز ہو جائے۔

(ب) غزوۂ احد کا مختصر تعارف:

ماہ شوال میں غزوۂ احد وقوع میں آیا۔ جب قریش بدر میں شکست کھا کر مکہ آئے تو ابوسفیان کے قافل
سامان دارالندوہ میں رکھا ہوا تھا۔ لہٰذا جن رؤسائے قریش کے بھائی یا باپ اس جنگ میں قتل ہوئے
انہوں نے ابوسفیان سے کہا: ایک لڑکے لشکر کی تیاری کے لیے اپنے مال کے نفع سے ہماری مدد کرو، تا کہ ہ
ایک لشکر تیار کریں اور مسلمانوں سے بدلہ لیں۔

پس قریش نے بڑی سرگرمی سے تیاری کی۔ قبائل عرب کو بھی دعوت جنگ دی۔ مردوں کے ساتھ

ں کی ایک جماعت بھی شامل ہوئی۔ تاکہ ان کو مقتولین بدر کی یاد دلا کر ان کو لڑائی پر ابھاریں۔ کچھ
ں اپنے شوہروں کے ساتھ نکلیں۔ کل جمعیت تن ہزار تھی۔ کچھ عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ نکلیں۔
جمعیت تین ہزار تھی۔ جن میں سات سو زرہ پوش، دُو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں۔
حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خط قریش کی تیاری کی خبر دے دی
۔ آپ نے حضرت انس و مونس کو بطور جاسوس بھیجا وہ خبر لائے کہ قریش نے اپنے اونٹ و گھوڑے
ن میں چھوڑ دیے ہیں جنہوں نے چراگاہوں میں سبزے کا نام و نشان نہیں چھوڑا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا جس کے سبب آپ کی رائے تھی کہ مدینہ میں رہ کر لڑائی کی
عبداللہ بن ابی کی بھی یہی رائے تھی، مگر جو لوگ جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے ان کی رائے تھی کہ شہر
باہر نکل کر لڑائی کی جائے۔
پس آپ نے تین جھنڈے تیار کیے۔ اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر، خزرج کا جھنڈا حباب بن
کو اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت [illegible] کو عطا فرمایا۔ ایک ہزار کا لشکر لیکر نکلے۔
کوہ عینین میں ایک شگاف یا درہ تھا جس میں سے دشمن عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر سکتا تھا۔ لہٰذا آپ
اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر انداز وہاں مقرر کیے اور انہیں ہدایت کی کہ تم دیکھو کہ ہمیں پرندے اچک
گئے ہیں' تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس کسی کو بھیجوں۔ اگر تم دیکھو کہ ہم نے
ن کو شکست دی ہے' تو بھی ایسا ہی کرنا۔
پس بہادران اسلام نے خوب داد و شجاعت کا مظاہرہ کیا جس سے مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے۔
نمان قتل و غارت میں مشغول تھے۔ یہ دیکھ کر عینین پر تیر اندازوں نے آپس میں کہا، غنیمت!
ارے اصحاب غالب آ گئے۔ اب تم کیا دیکھتے ہو۔ حضرت عبداللہ بن جبیر نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ
وسلم کا ارشاد یاد دلایا، مگر وہ اس خیال سے کہ اب مشرکین واپس نہیں آ سکتے اپنی جگہ چھوڑ کر مال غنیمت
ٹنے پر مشغول ہو گئے۔ حضرت عبداللہ کے ساتھ چند لوگ رہ گئے خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل نے
موقع کو غنیمت جان کر کوہ عینین پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوئے اور ان کی صفوں کو
م برہم کر دیا۔ ابلیس نے پکار کر کہا: (نعوذ باللہ) محمد قتل ہو چکے۔ یہ سن کر مسلمانوں کے تین گروہ بن
۔ ایک فرقہ بھاگ گیا اور مدینہ کے قریب پہنچ گیا، دوسرا فرقہ صحابہ کرام کا تھا جو یہ سن کر حیران تھے کہ
پ قتل ہو گئے ہیں جو جہاں تھا وہیں رہ گیا اور اپنی جان بچاتا رہا یا جنگ کرتا رہا اور تیسرا فرقہ جو بارہ کے
ب صحابہ کا تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہا۔ فتح کے بعد مسلمانوں کو جو شکست
اس کی وجہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی تھی۔ اس میں آپ کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے۔ اس کے
وہ ستر سے زائد مسلمان جن میں حضرت حمزہ بھی شامل تھے شہید ہو گئے۔

سوال نمبر 2:- (الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں، عورتوں اور غلاموں پر شفقت و رحمت کے حوالے سے مضمون زینت قرطاس کریں؟

(ب) سیرتِ رسول کی اہمیت پر مضمون تحریر کریں؟

جوابات: (الف) بچوں، عورتوں اور غلاموں پر شفقت:

بچوں پر شفقت: آپ کو بچوں سے بہت پیار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر نہایت شفقت فرماتے۔ بچوں کو آپ کے پاس دعا اور تحنیک کی غرض سے لایا جاتا۔ آپ بچوں کو اپنی گود میں بٹھا لیتے انہیں چومتے اور ان سے پیار کرتے۔ اگر کوئی نیا پھل آتا تو سب سے پہلے بچوں کو ایک دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے تھے کہ اقرع بن حابس آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے دیکھ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! میرے دس بچے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما، آپ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

حضرت ابو رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کے چچا بیان کرتے ہیں: میں لڑکپن میں انصار کے نخلستان میں جاتا اور درختوں پر ڈھیلے مارتا۔ وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، آپ نے پوچھا: اے لڑکے! تو درختوں پر ڈھیلے کیوں مارتا ہے؟ میں نے کہا: کھجوریں کھانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا: ڈھیلے نہ مارا کرو، کھجوریں جو نیچے گری ہوں کھا لیا کرو۔ پھر آپ نے اپنا دست شفقت میرے سر پر پھیرا اور یوں دعا دی: خدایا! اس کا پیٹ بھر دے۔

عورتوں پر شفقت: اسلام سے پہلے عورتوں سے بہت ناروا سلوک کیا جاتا تھا۔ بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور عورتوں کو معاشرے میں عزت دی۔ آپ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: پس عورتوں کے معاملہ میں تم اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ لیا ہے۔

ایک روز عورتوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کے پاس ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا ہے۔ آپ ہمارے لیے بھی ایک دن مقرر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے عورتوں کے لیے ایک دن مختص فرما دیا وہ اس دن حاضر ہوتیں اور آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے۔

غلاموں پر شفقت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو آزاد کرنے کو موجب نجات فرمایا۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے: ”جو کسی مسلمان غلام کو آزاد کرتا ہے اس غلام کے ہر عضو کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک عضو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔“

آپ غلاموں کے حقوق کا خاص خیال رکھتے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے غلاموں میں جو تمہارے موافق

ہوا سے کھلاؤ اس میں سے جو تم کھاتے ہو۔ تم انہیں پہناؤ اس میں سے جو تم پہنتے ہو۔ ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے بیچ دو اور خلق خدا کو عذاب نہ دو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! ہم غلام کو کتنی بار معاف کر دیا کریں؟ آپ خاموش رہے، اس نے پھر پوچھا: آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب اس نے تیسری مرتبہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا: ہر روز ستر بار معاف کر دیا کرو۔

(ب) سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے مکمل طور پر واقف ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے، کیونکہ آپ ارشاد الٰہی کے مطابق مسلمانوں کے لیے واجب التقلید نمونہ ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: بیشک رسول اللہ میں تمہارے لیے نہایت عمدہ نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو۔ (سورۃ الاحزاب: 21)

اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال، اخلاق و عادات، حرکات و سکنات، وضع قطع، رفتار و گفتار اور طریق معاشرت وغیرہ سب کے سب بطریق اسناد نہایت صحت کے ساتھ محفوظ ہیں تاکہ وہ قیامت تک آپ کے چاہنے والوں کے لیے دستور العمل بنیں۔

حضرت سعد بن ہشام بن عامر نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کے اخلاق کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ جو کچھ قرآن میں ہے وہی آپ کا خلق ہے۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم قرآن کو سمجھیں، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف ہوں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کی اتباع و اطاعت کو لازم اور فرض قرار دیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانا جائے، کیونکہ کسی چیز پر عمل اس کو جان کر ہی ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر 3:- (الف) حرب فجار اور حلف الفضول میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی شرکت کی بابت مختصر مضمون سپرد قلم کریں؟

(ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا اعزاز کن خواتین کو حاصل ہوا؟ نیز رضاعت کے دوران جو واقعات رونما ہوئے ان میں سے ایک واقعہ زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرب فجار میں شرکت:

آغاز اسلام سے پہلے عرب میں جو لڑائیاں ان مہینوں میں پیش آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا حروب

فجار کہلاتی تھیں۔ چوتھی یعنی اخیر حرب فجار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ ہر سال اپنا تجارتی مال بازار عکاظ میں فروخت ہونے کے لیے اشراف عرب میں سے کسی کی پناہ میں بھیجا کرتا تھا۔ اس دفعہ اس نے جو اونٹ لدوا کر تیار کیے۔ اتفاقاً عرب کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر تھی جن میں بنی کنانہ میں سے براض اور ہوازن میں سے عروہ رحال موجود تھا۔ نعمان نے کہا: اس قافلہ کو کون پناہ دے گا؟ براض بولا: میں بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہوں۔ نعمان نے کہا: میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو اہل نجد و تہامہ سے پناہ دے۔ یہ سن کر عروہ نے کہا: میں اہل نجد و تہامہ سے پناہ دیتا ہوں۔ براض نے کہا: اے عروہ کیا تو بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہے؟ عروہ نے کہا: تمام مخلوق سے۔ پس عروہ اس قافلہ کے ساتھ نکلا۔ براض بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور موقع پا کر عروہ کو ماہِ حرام میں قتل کر ڈالا۔ ہوازن نے قصاص میں براض کو قتل کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ عروہ ہوازن کا سردار تھا۔ وہ قریش کے کسی سردار کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر قریش نے منظور نہ کیا۔ اسی لیے قریش و کنانہ اور ہوازن میں جنگ چھڑ گئی۔ کنانہ کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا۔ جو ابو سفیان کا باپ اور حضرت امیر معاویہ کا دادا تھا اور ہوازن کا سپہ سالار اعظم مسعود بن معتب ثقفی تھا۔ لشکر کنانہ کے ایک پہلو پر عبداللہ بن جدعان اور دوسرے پر کریز بن ربیعہ اور قلب بن امیہ تھا۔ اس جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک میں حضرت کے چچا آپ کو بھی لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی۔ مگر آپ نے خود لڑائی نہیں کی۔ بلکہ تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وکنت انبل علی اعمامی۔ بعضے کہتے ہیں: آپ نے بھی تیر پھینکے تھے۔ بہر حال اخیر میں فریقین میں صلح ہو گئی۔

حلف الفضول میں شرکت:

جب قریش حرب فجار سے واپس آئے، تو یہ واقعہ پیش آیا کہ شہر زبید کا ایک شخص اپنا مال تجارت مکہ میں لایا جسے عاص بن وائل سہمی نے خرید لیا۔ مگر قیمت نہ دی۔ اس پر زبیدی نے اپنے احلاف عبد الدار و مخزوم و جمح و سہم و عدی بن کعب سے مدد مانگی۔ مگر ان سب نے مدد دینے سے انکار کیا۔ پھر اس نے جبل ابو قبیس پر چڑھ کر فریاد کی، جسے قریش کعبہ میں سن رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبد المطلب کی تحریر پر بنو ہاشم زہرہ اور بنو اسد بن عبد العزیٰ سب عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور باہم عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کیا کریں گے۔ اور اموال واپس کرا دیا کریں گے۔ اس کے بعد وہ سب عاص بن وائل کے پاس گئے اور ان سے زبیدی کا مال واپس کرایا۔ اس معاہدہ کو حلف الفضول اس واسطے کہتے ہیں: یہ معاہدہ اس معاہدے کے مشابہ تھا جو قدیم زمانہ میں جرہم کے وقت مکہ میں بدیں مضمون ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی حق رسانی کیا کریں گے اور قوی سے ضعیف کا اور مقیم سے مسافر کا حق

لے کر دیا کریں گے۔ چونکہ جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے ان سب کا نام فضل تھا۔ جن میں سے فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ تھے۔ اس لیے اس کو "حلف الفضول" سے موسوم کیا گیا تھا۔

اس معاہدہ قریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں اسے نہ توڑتا اور ایک روایت میں ہے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایسے معاہدے میں حاضر ہوا کہ اگر اس سے غیر حاضری پر مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں پسند نہ کرتا۔ اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم یا آلِ حلف الفضول کہہ کر پکارے تو میں مدد دینے کو حاضر ہوں۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والداؤں کے نام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے چند روز دودھ پلایا۔ بعد ازاں حلیمہ سعدیہ نے یہ خدمت اپنے ذمہ لے لی۔

دوران رضاعت رونما ہونے والا واقعہ:

حضرت حلیمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور جانے نہ دیتیں۔ ایک روز غافل ہو گئیں اور آپ اپنی رضاعی بہن حضرت شیما کے ساتھ دوپہر کے وقت بکریوں کے ریوڑ میں تشریف لے گئے۔ حضرت حلیمہ تلاش میں نکلیں اور آپ کو شیما کے ساتھ پایا۔ کہنے لگیں: اس تپش میں؟ شیما بولی: اماں جان! میرے بھائی نے تپش محسوس نہیں کی۔ بادل آپ پر سایہ کرتا تھا، جب آپ ٹھہر جاتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا۔ جب آپ چلتے تو بادل بھی چلنے لگتا۔ یہی حال رہا یہاں تک کہ ہم یہاں آپہنچے۔

حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4:- (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے حوالے سے مختصر مضمون سپردِ قلم کریں؟

جواب: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب:

مصعب بن زبیر وغیرہ لکھتے ہیں: اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ نے بے خوف اور نڈر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی پر مضبوط رہے۔ آپ سے کبھی بھی کسی امر میں ترش روئی سرزد نہیں ہوئی۔ اسلام میں آپ کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔

صدیق کا لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپ نے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا، اہل وعیال کو چھوڑنا، غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کر لینا، غزوہ بدر میں کلام کرنا، حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ شریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شبہ پڑ گیا تھا اس کو دور کرنا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا وآخرت میں جسے چاہے پسند کر لے، سن کر رو پڑنا، وفات حسرت آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ثابت قدم رہنا، لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ اس وقت تسکین پیدا کرنا، مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خلافت کے لیے تیار ہو جانا۔ پھر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر ملک شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا، مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لیے تیار ہو جانا، صحابہ کو قائل کر دینا، صحابہ کا شرح صدر کر کے ان کو حق دکھلا دینا، ملک شام کو فتح کرنا، لشکر شام کو مدد پہنچانا۔ آپ کے اس مناقب اور اجل فضائل میں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مناقب لاتعداد ہیں جو اس مختصر میں نہیں سما سکتے۔

(ب) حضرت عثمان غنی کی شہادت کا واقعہ:

- جب مروان کی سازش بے نقاب ہوگئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ ہوا کہ اگر انہوں نے مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیا، تو یہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس لیے آپ نے اسے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر لوگوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ پانی کا اندر جانا بھی بند کر دیا۔ حضرت عثمان نے اوپر سے جھانک کر فرمایا: تم میں حضرت علی موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں! پھر آپ نے فرمایا: حضرت سعد موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں! آپ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہے جو حضرت علی سے جا کر کہہ دے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلا دیں؟ یہ خبر حضرت علی کو ملی تو آپ نے تین مشکیزے فوراً پانی کے آپ کے ہاں بھجوا دیئے جو بہت مشکل سے آپ تک پہنچے۔

حضرت علی کو خبر ملی کہ اگر مروان کو سپرد نہ کیا گیا تو حضرت عثمان قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہ خبر سن کر آپ نے اپنے صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو حضرت عثمان کے دروازے پر کھڑے کر دیا تا کہ کوئی شخص اندر داخل نہ ہو سکے۔ حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور چند دیگر صحابہ نے بھی اپنے لڑکے آپ کی حفاظت کے لیے بھیج دیئے جو برابر آپ کے گھر کی حفاظت کرتے رہے اور کسی کو اندر نہ گھسنے دیا۔

یہ دیکھ کر محمد بن ابوبکر نے تیر چلانے شروع کر دیئے۔ وہ حضرت عثمان پر تیر چلانا چاہتے تھے مگر حضرت

حسن کو وہ تیر جا کر لگا۔ ایک مروان کو لگا، ایک محمد بن طلحہ کے آ کر لگا۔ قنبر حضرت علی کا غلام زخمی ہو گیا۔ محمد بن ابوبکر کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں حضرت حسن کا خون دیکھ کر بنو ہاشم نہ بگڑ جائیں تو انہوں نے یہ سوچ کر دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اگر بنو ہاشم آ گئے تو وہ حضرت عثمان کو بھول کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے اور ہمارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ اس لیے ایسا کرتے ہیں کہ ہم تینوں چپکے سے دوسرے گھر سے کود کر حضرت عثمان کے گھر میں کود پڑیں اور ان کو قتل کر دیں۔ کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوگی۔ یہ مشورہ کر کے وہ تینوں ایک انصار کے مکان سے ہو کر حضرت عثمان تک پہنچ گئے، کیونکہ باقی تمام افراد چھت پر موجود تھے اور آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ نیچے مکان میں تھے۔ محمد بن ابوبکر نے اندر جا کر آپ کی داڑھی پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا: اگر تیرا باپ تجھ کو ایسی حرکت کرتے دیکھتا تو کیا کہتا؟ یہ سن کر محمد بن ابوبکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا، مگر اتنے میں وہ دونوں آدمی آ گئے اور حضرت عثمان کی طرف جھپٹے اور قتل کر کے اسی راستے سے واپس بھاگ گئے۔

آپ کی اہلیہ چیخنے لگیں مگر شور زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کی آواز کسی نے نہ سنی آخر آپ مکان کی چھت پر چڑھیں اور کہا: امیر المومنین شہید ہو گئے ہیں، لوگ دوڑے ہوئے آئے تو واقعی حضرت عثمان ذبح کیے ہوئے پڑے تھے۔ جب یہ خبر حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور اہل مدینہ کو پہنچی تو ایسی وحشت ناک خبر سن کر سب کے ہوش اڑ گئے اور مدہوشانہ بھاگتے دوڑتے جب یہاں پہنچے تو آپ کو مقتول پایا اور سب نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا۔ آپ کی وفات وسط ایام تشریق ۳۵ ہجری میں ہوئی۔ بعض کے نزدیک ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

سوال نمبر 5:۔(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اختصار کے ساتھ تحریر کریں؟
(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر نازل ہونے والی آیات میں سے تین آیات تحریر کریں؟

جوابات: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ:

امام احمد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں: میں ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کے لیے چلا تو معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے ہیں۔ میں آپ سے کسی قدر پیچھے ٹھہر گیا آپ نے سورۃ الحاقۃ پڑھنا شروع کی۔ میں تالیف قرآن سن کر تعجب کرتا رہا میں نے اپنے دل میں کہا: واللہ یہ شخص شاعر ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں لیکن جب آپ اس آیت پر پہنچے: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ٥ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ٥ الخ تو میرے دل میں اسلام گھر کر گیا اور مجھے اس کی عظمت معلوم ہوگئی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا اس طرح قصہ بیان کیا کہ میری ہمشیرہ کو درد زہ لاحق ہوا تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف کے پردوں

میں چلا گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجر کی طرف تشریف لائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونی کپڑا اوڑھے ہوئے تھے آپ نے وہاں کچھ نماز پڑھی اور پھر تشریف لے گئے۔ آپ سے میں نے کچھ ایسا کلام سنا جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا جب آپ چلے تو میں آپ کے پیچھے چلا آپ نے فرمایا: کون ہے۔ میں نے کہا: عمر ہوں۔ آپ نے فرمایا: عمر تم میرا رات دن کیوں پیچھا نہیں چھوڑتے۔ میں ڈرا کہ کہیں آپ بددعا نہ کر دیں فوراً میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ آپ نے فرمایا: عمر اس کو پوشیدہ رکھو۔ میں نے عرض کیا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس کو ضرور ظاہر کروں گا جیسا کہ میں نے شرک کو ظاہر کیا ہے۔

ابن سعد، ابویعلیٰ، حکم اور بیہقی دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے آپ کو راستہ میں قبیلہ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا اس نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا: بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح بچ سکو گے رہو گے۔ آپ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بے دین ہو گیا۔ اس نے کہا: میں اس سے بھی تعجب خیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن دونوں تمہارے دین سے بے دین ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی کے گھر چلے گئے وہاں حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے آپ کی آہٹ پا کر حضرت خباب چھپ گئے چونکہ تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے اور آپ کے آ جانے پر خاموش ہو گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا۔ آپ کی بہن اور بہنوئی نے کہا: کچھ نہیں۔ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے کہا: معلوم ہوا کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔ آپ کے بہنوئی نے کہا: جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہو۔ اس پر آپ کو غصہ آیا کود کر اپنے بہنوئی کو بڑی سختی سے زمین پر پٹخا آپ کی بہن نے انہیں چھڑانا چاہا تو آپ نے اپنی بہن کو زور سے دھکا دیا جس سے ان کے بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تر بتر ہو گیا آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا: جب تمہارا دین ہی سچا نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں۔ آپ کی بہن نے کہا: تم ناپاک ہو اس مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ اول غسل کیجیے یا کم از کم وضو کر لیجئے۔ آپ نے وضو کیا اور کتاب لے کر پڑھی اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی آپ جس وقت اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ○

تو آپ نے فرمایا: مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جلدی ملاؤ۔ جس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے یہ سنا آپ باہر آئے اور کہا: عمر میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات کی رات کو ہمارے آقا حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی تھی کہ الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرما، میری رائے میں یہ اسی کا اثر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا کے قریب ایک گھر میں تھے حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے جس مکان میں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اس کے دروازہ پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا: عمر آ رہے ہیں اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتا ہے' تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے اور اگر ان کا ارادہ کچھ اور ہے' تو ان کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہے۔ اس اثناء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان تمام حالات کی وحی آ چکی تھی آپ نے مکان سے نکل کر حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا: عمر یہ فسادات تم اس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تک تم پر بھی وہ خواری اور ذلت اللہ کی طرف سے مسلط نہ ہو جائے جیسی ولید بن مغیرہ کے لیے ہوئی۔ آپ نے کہا: اشهد ان لا الـٰه الا الله وانك وعبدالله ورسوله اور مسلمان ہو گئے۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے قرآن کی موافقت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ہے کہ قرآن پاک آپ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ اگر کسی مسئلہ میں لوگوں کی رائے دوسری ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے دوسری تو قرآن پاک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری اس غرض کے بعد امہات المومنین کے پردہ کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (پارہ:22،ع:4)

''اور جب تم اُمہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بدر کی طرف نکل کر کافروں سے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ (پارہ:3،ع:15)

''اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ (بدر کی طرف) برآمد کیا اور بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا۔''

ایک مرتبہ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیں۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى یعنی اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

سوال نمبر 6:- (الف) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان اور فضائل پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب حیدر کیوں ہے؟ آپ کی شجاعت پر کوئی واقعہ سپردِ قلم کریں؟

جوابات: (الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان وفضائل:

آپ کی شان وفضائل یہ ہیں:

(i) آپ کی شان میں قرآن مجید میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔

(ii) مدینہ منورہ میں سوائے حضرت علی کے کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکے کہ جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو۔

(iii) مدینہ بھر میں آپ سب سے زیادہ فرائض جاننے والے اور معاملہ فہم شخص تھے۔

(iv) آپ کے اندر علم کی پختگی و مضبوطی تھی اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت تقدم، اسلام، داماد رسول، فقہ وحدیث، جرأت، جنگ، سخاوت مال کی وجہ سے افضل ہیں۔

(v) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں ہوتے تو سوائے حضرت علی کے کسی کی مجال نہ تھی آپ سے گفتگو کرے۔

(vi) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کو دیکھنا عبادت ہے۔

(vii) آپ میں اٹھارہ ایسی صفات پائی جاتی ہیں جو کسی اور صحابی میں نہیں ہیں۔

(viii) جس وقت یہ آیت نازل ہوئی: نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَاءَ کُمْ ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہرا، حضرت حسن و حسین کو بلا کر دعا کی: الٰہی! یہ میرے گھر کے لوگ ہیں۔

(ix) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

(x) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں محبوب ہوں اس کے علی بھی محبوب ہیں۔

(xi) جنگ خیبر کا جھنڈا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھمایا اور آپ فاتح خیبر ٹھہرے۔

(ب) "حیدر" لقب کی وجہ:

جنگ خیبر کے موقع پر جب قلعہ قموص کا رئیس اعظم "مرحب" بڑے طنطنہ کے ساتھ نکلا اور رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھا کہ "خیبر خوب جانتا ہے کہ میں "مرحب" ہوں۔ اسلحہ پوش ہوں، بہت بہادر ہوں اور تجربہ کار ہوں۔"

اس کے جواب میں حضرت علی نے رجز کا یہ شعر پڑھا:

"میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اور میں کچھار کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔"

اسی سبب سے آپ کا لقب "حیدر" پڑ گیا۔

حضرت علی کی شجاعت و بہادری:

جنگ احد میں جب مسلمان آگے اور پیچھے سے کفار کے بیچ میں آ گئے جس کے سبب بہت سے لوگ شہید ہوئے، تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کافروں کے گھیرے میں آ گئے، انہوں نے اعلان کیا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ اعلان سن کر مسلمان پریشان ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کافروں نے مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیر لیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے، میں نے زندوں میں دیکھا وہاں نہیں پایا، میں نے مُردوں میں دیکھا وہاں نہیں پایا، میں نے سوچا ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے بھاگ جائیں، میں نے سوچا: یقیناً اللہ نے فرشتوں کے ذریعے ان کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا ہے، اب میں بھی ان غار میں گھس جاؤں اور ان کو مارتے مارتے شہید ہو جاؤں۔ پھر میں کافروں میں گھس گیا، آخرکار میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور بھاگ کر ان کے پاس چلا گیا، کفار حملہ کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی ان کو روکو۔ تو میں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا اور مار بھگایا، ان سب کے بعد ایک اور گروہ نے آپ پر حملہ کیا تو میں نے اکیلے ان کو مار بھگایا۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے میری بہادری کی تحسین کی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: بیشک میں تم دونوں سے ہوں۔

☆☆☆☆